بسم اللہ الرحمن الرحیم
الدر الخمسین
مؤلف
خلیفہ ارشد ملت حضرت علامہ مولانا
محمد اسماعیل خان امجدی
قادری رضوی ارشدی حنفی
مقام دولہا پور پہاڑی انٹیا تھوک بازار ضلع گونڈہ یوپی الہند
ناشرین
منتظمین اعلیٰ حضرت زندہ باد گروپ
AlBarkatGraphics

بسم اللہ الرحن الرحیم

الحمد اللہ رب العالمین۔ الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین۔

امابعدفاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الدرالخمسین

(مؤلف)

خلیفہ ارشدملت حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل خان امجدی قادری رضوی ارشدی حنفی صاحب قبلہ مقام دولھاپور پہاڑی انٹیا تھوک بازار ضلع گونڈہ یوپی الھند

موبائل نمبر:9918562794

ناشرین:

منتظمین اعلی حضرت زندہ باد گروپ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب:—— الدر الخمسین
مصنف:—— خلیفہ ارشد ملت حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل خان امجدی قادری رضوی ارشدی حنفی
صاحب قبلہ مقام دولھا پور پہاڑی انٹیا تھوک بازار ضلع گونڈہ یوپی الھند
تاثرات ارشدیہ:—— پیر طریقت رہبر راہ شریعت فیض یافتگان خلفاء اعلی حضرت
حضرت علامہ شیخ ابو البرکات محمد ارشد سبحانی دامت فیوضہم تو کرنوالہ شریف
ضلع بھکر خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی پنجاب پاکستان
کلمات دعایہ:—— پیر طریقت رہبر راہ شریعت روحانی عامل مولانا محمود الحسن مالیگاوں
تاثرات:—— حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خان امجدی بھیونڈی ممبی
پروف ریڈنگ:—— حضرت علامہ مولانا مشاہد رضا حشمتی پیلی بھیت شریف
معاوین پروف ریڈنگ:—— حضرت حافظ وقاری محمد محبوب عالم امجدی مہراج گنج یوپی
حسب فرمائش:—— حافظ وقاری محمد احمد رضا ابن محمد اسماعیل خان امجدی
کمپوزنگ—— اشفاق کمپیوٹر سینٹر/7991315008
سنہ اشاعت:—— ۲۰۲۲
صفحات:—— ۷۵
ناشرین:—— منتظمین اعلی حضرت زندہ باد گروپ

اجمالی فہرست

فہرست مضامین

شرف انتساب

میں اس کتاب کو اپنے مرحوم والد محمد حنیف خان کے نام منسوب کرر ہا ہوں جن کی تربیت اورنیک دعاؤں کے سائے میں، میں نے ملک کی مائے ناز ومشہور دینی درسگاہوں سے تعلیم حاصل کر کے درس وتدریس تصنیف وتالیف اورخطابت کے قابل ہوا۔

رب کریم کی بارگاہ میں دعاہے کہ میرے مرحوم والد کی قبر پر اپنی رحمت ومغفرت کے پھول برسائے اوراعلیٰ علیین میں ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب عطا فرمائے۔ا ورجنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام عطافرمائے اور ہماری والدہ ماجدہ کا آنچل ہمارے سر پرتادیرقائم ودائم فرمائے۔آمین آمین آمین

فقیرمحمداسماعیل خان امجدی قادری رضوی ارشدی حنفی گونڈوی

☆☆☆

{تأثراتِ ارشدیہ}

رشحاتِ قلم: شمسُ الطریقه بدرُ الشریعه غیظُ الوھابیّه خلیفه اعظم فیض یافتگان خلفائے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بے تاج بادشاہ عاشقِ غَوثُ الورٰی ارشدُ السّالکین ارشدُ المشائخ شہر یارِ تصوّف حضور ارشدملّت حضرت خواجه پیر ابُو البرکات محمّد ارشد سُبحانی المعروف سرکار پیر محبوبِ سُبحانی مدظله النُورانی

{بانی و سرپرستِ اعلٰی ماہنامہ ارشدیہ}

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُحبّی ومُخلصی فاضل عُلُومِ دینیہ سیفِ ارشدیہ قاطعِ وہابیّہ فاتحِ نجدیہ حضرت العلام الشّاہ مفتی محمّد ابراہیم خان امجدی ارشدی زیدمجدہٗ نے عزیز مکرم فاضلِ محتشم ماہرِ درسیات حضرت مولانا الشّاہ مُفتی محمّد اسمٰعیل خان امجدی ارشدی مدظلہ العالی کی ایک نئی تصنیف لطیف* الدر الخمسین* ارسال فرما کر تأثرات قلمبند کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی ہے۔الحمدللہ تعالیٰ فقیر نے"الدر الخمسین" کا مختلف مقامات سے مطالعہ کیا اور اسے بہت ہی عمدہ و معیاری مواد وقوی دلائل پر مشتمل پایا ہے- ان شآءاللہ تعالی یہ کتاب عوام وخواص کے استفادہ علمی کے لیئے مفید ترین ثابت ہوگی - اللہ تعالی صاحبِ فتاوٰی اسمٰعیلیہ حضرت مولانا الشّاہ محمد اسمٰعیل خان امجدی ارشدی الحنفی مدظلہ العالی کی جملہ خدماتِ دینیہ ومساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ جلیلہ میں شرف قبولیت عطافرمائے- (آمین) عدیم الفرصتی کے باعث فقیر اسی پر اکتفا کرتا ہے- اللہ کریم ہم سبھی کو سوادِ اعظم مذہب اَہلسنّت مسلک حق اعلٰی حضرت پر استقامت، خاتمہ برایمان، جنّت البقیع شریف میں مدفن، بے حساب حتمی مغفرت اور کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنّتُ الفردوس میں قربِ خاص عطا فرمائے۔آمین ثُمّ آمین بجاہ سیّد المُرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فقط والسّلام خیر ختام

مدینے پاک کا بھکاری

احقرُ الورٰی فقیر عبدُ المصطفٰی ابُوالبرکات محمّد ارشد سُبحانی غفرلہ النُورانی

خادم تلوکرانوالہ شریف (فاضل) ضلع بھکر

خاک نشین خانقاہ سراجیہ کُندیاں شریف ضلع میانوالی پنجاب پاکستان

یکم ربیعُ الغوث شریف/ ١٤٤٤ھ/ بمطابق ٢٨ اکتوبر/ ٢٠٢٢ء/ یومُ الجمعہ المبارک/ بوقت اشراق

تقریظ انوار

الحمدللہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

زیر نظر مجموعہ"الدر الخمسین" عالم نو جوان حضرت العلام مولانا محمد اسماعیل خان امجدی قادری رضوی ارشدی حنفی دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف کردہ پچاس اہم اور کثرت سے درپیش آنے والے مسائل کا حسین مجموعہ ہے علامہ موصوف کے فتاوے اکثر نظر نواز ہوتے رہتے جن میں ان کے علمی جواہر پارے دیکھنے کو ملتے ہیں حضرت نے یہ کتاب مجھے بھیجی جس کو میں نے مکمل بغور دیکھا صحیح اور قوی دلائل سے مزین پایا فتوی نویسی یہ ایک اہم کام ہے۔جس کے لیے فقہ وفتاویٰ میں خاص بصیرت اور طرز سوال کو سمجھنے کی عظیم صلاحیت کا ہونا بہت ضروری ہے۔

الحمد اللہ حضرت کو فقہ وفتاویٰ میں خاص بصیرت حاصل ہے اور فتاویٰ اسمٰعیلیہ حضرت کے فقہ و فتاویٰ میں مہارت خداداد صلاحیت ان کی قابلیت اور علمی لیاقت کا ایک عظیم بین ثبوت ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں فتاویٰ اسمٰعیلیہ کی مقبولیت عوام وخواص میں اس قدر ہے کہ کم پڑھا لکھا شخص بھی آسانی کے ساتھ نئے نت مسائل کے لئے حضرت کی کتاب سے استفادہ کرلیتا ہے فتاوی اسمٰعیلیہ دور حاضر میں نئے نت مسائل پر مشتمل عوام اہلسنت کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

سوشل میڈیا پر ایک طرف جہاں غلط مسائل کو بیان کرکے بدمذہبوں نے عوام کو گمراہی کے دلدل میں ڈھکیلنے کا کام کیا ہے تو دوسری طرف ہمارے علماء اہلسنت کی ایک عظیم جماعت نے فقط رضائے الٰہی کے لئے اپنا قیمتی وقت صرف کرکے عوام اہلسنت کی رہنمائی کا بیڑہ اٹھایا اور قرآن و حدیث اور اکابرین کی تصنیفات سے استفادہ کرکے عوام اہلسنت کی حتی المقدور رہنمائی سوشل میڈیا پر بھی کی علماء اہلسنت کی اس عظیم جماعت میں ایک نام حضرت علامہ محمد اسماعیل خان امجدی قادری رضوی ارشدی حنفی دامت برکاتہم العالیہ کا روز روشن کی طرح عیاں ہے جنہوں نے اپنی تمام تر

مصروفیات کے باوجود سوشل میڈیا پر فقہ وفتاویٰ کا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے
مولانا موصوف آسان زبان میں صحیح طریقے پر دلائل و براہین سے مزین جواب تحریر فرمانے میں بہت ہی مہارت رکھتے ہیں جس سے سائلین کو آسانی سے تشفی حاصل ہو جاتی ہے حضرت کا طرز استدلال لاجواب اور طرز سوال سے سائل کی منشاء جاننے کا بے مثال ہنر اور اچھوتا انداز بیان ان کے فتاوٰں میں چار چاند لگاتی ہوئی نظر آتی ہیں
یقیناً یہ مجموعہ الدر الخمسین مولانا موصوف کی کاوشوں کا نتیجہ ہے مولانا کا لگاؤ ہمیشہ سے ہی فقہ و فتاویٰ کی طرف رہا ہے اور ان میں عوام اہلسنت کی اصلاح کا جزبہ بدرجہ اتم موجود ہے یہی وجہ ہے کہ جب کوئی معاملہ درپیش آجائے سوشل میڈیا پر تو اپنا ہر کام چھوڑ کر سائلین کو مطمئن کرنے میں پوری کوشش صرف کرتے ہیں اور ضرورت پیش آنے پر دلائل و براہین کا انبار لگا دیتے اور علمی جواہر پارے اس قدر بکھیرتے ہیں جیسے کشت ویراں کو باران رحمت لالہ زار کر دیتی ہے اور سائل حضرت کے انداز بیان سے اس قدر متاثر ہو جاتا ہے کہ ان کا دیوانہ ہو جاتا ہے اور اور حضرت کی تحریر سے خاص دلچسپی ہو جاتی ہے۔
اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اس خدمت پر اجر عظیم عطا فرمائے اور اس مجموعہ کو عوام وخواص میں مقبول فرمائے
آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فقط محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی ارشدی بلرامپوری غفرلہ

کلمہ تحسین

محب گرامی وقار حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب قبلہ ارشدی نے حضرت علامہ مفتی محمد اسماعیل صاحب قبلہ ارشدی کے ایک تصنیف لطیف سے متعارف کرایا اور کچھ تاثر پیش کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی الحمد للہ کتاب مستطاب **الدرالتحسین** کا چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھنے کا موقع فراہم ہوا بفضلہٖ تعالی کتاب اپنے عنوان میں بے مثل و بے مثال ہے موصوف ہماری جماعت کے ایک ممتاز عالم دین ہیں ماضی قریب میں آپکے فتاوے بنام فتاوی اسماعیلیہ منظر عام پر آچکی ہے جو اپنے مثال آپ ہے موصوف کہ یہ دوسری کاوش ہے جو بے نظیر ہے۔

موصوف نے فتاویٰ اسماعیلیہ میں ایسے علمی جواہر پارے بکھیرے ہیں کہ سلیس اردو میں مشکل مسائل کو ایسا آسان کر دئے ہے کہ کم پڑھا لکھا طبقہ بھی بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے اور اس کتاب میں بھی انداز بیان بہت ہی نرالا ہے یقینا یہ علامہ موصوف کی فقہ و فتاویٰ میں بصیرت کا روشن ثبوت ہے مولی تعالی اسے قبول فرما کر مقبول انام بنائے

دعا گو منظور احمد یار علوی
خادم الافتاء والتدریس
دارالعلوم برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئ

تقریظ جمیل

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ پاک کی عطا کردہ نعمتوں میں ایک بہت ہی عظیم نعمت شوشل میڈیا بھی ہے۔جس سے ہر کسی کو سکون و اطمینان میسر ہے۔آج لاکھوں دور ہونے کے بعد بھی آسانی سے ایک دوسرے سے ربط بڑھائے ہوئے ہیں۔جس کا استعمال کر کے لوگ مسائل شرعیہ پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔اس کا اندازہ وہی شخص لگا سکتا ہے۔جسے کوئی مسئلہ کے لئے دور دراز علاقوں کا سفر اختیار کرنا ہوتا تھا پھر کہیں جا کر مسائل حل ہوتا تھا۔لیکن اللہ نے کرم کیا جس کی بدولت آج ہر انسان مسائل کو بہت آسانی سے معلوم کر لیتا ہے۔مشقتیں برداشت نہیں کرنی پڑتی۔

لیکن شوشل میڈیا میں بھی بہت سارے ایسے نااہل لوگ بھی ہیں جو موضوع روایت، غلط مسائل، بیان کرتے ہیں جس سے عوام کو پریشانی ہوتی ہے۔اور وہ صحیح مسائل پر عمل نہیں کر پاتے۔جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسائل کن سے دریافت کرنی چاہئے کے بارے میں بھی فرما دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ**۔مسائل ان سے پوچھوں جو تم سے زیادہ جانتے ہو۔اسی کی ترجمانی کرتے ہوئے حدیث مبارکہ میں ہے: **طلب العلم فرضته علی کل مسلم**۔ ہر مسلمان پر ان کے ضرورت مطابق علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ سنی صحیح العقیدہ عالم دین سے ہی مسئلہ دریافت کرے۔کسی غیر کی طرف نہ جائے۔ اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے علامہ مفتی اسمٰعیل خان امجدی صاحب قبلہ نے اس سے قبل ایک کتاب بنام فتاوی اسماعیلیہ کو شائع کیا۔تاکہ عوام صحیح مسائل پر عمل پیرا ہو سکے۔اللہ کے فضل سے لوگ اس کو مطالعہ کر کے فیضیاب ہو رہے ہیں۔اور ہوتے رہیں گے۔ان شاءاللہ عزوجل حضرت نے

صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ پھر ایک اور نئی کتاب بنام "الدر الخمسین" کو لوگوں میں پیش کرنے کی عمدہ کوشش کی ہے۔ اللہ پاک مفتی صاحب کی اس کاوش کو بھی خاص و عام میں قبولیت بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس کتاب کو حضرت نے ناچیز کو کمپیوزنگ کے لئے دیا ہے۔ کمپیوزنگ کے دوران فقیر نے کتاب کو مطالعہ بھی کیا بہت ہی عمدہ پایا۔ اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ بہت سے آسان لب ولہجہ میں ترتیب دیا گیا ہے جس سے عام سے عام آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

مولانا موصوف کو فقیر عرصہ دراز سے جانتا ہے۔ شوشل میڈیا پر اکثر فتوے مولانا موصوف کے نظر نواز ہوتے رہتے ہیں خوب عمیقی سے لکھتے ہیں۔ مولانا موصوف اچھی صلاحیت کے مالک خاص علم فقہ میں مہارت رکھتے ہیں۔ کئی ایک فتوے آپ کے بھی نظر نواز ہوئے ہونگے۔ یہ سب اللہ رب العزت کا دین ہے۔ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان بھی ہے: من یرید اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔ اللہ رب العزت جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے فقیہ بنا دیتا ہے۔

اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کتاب کو خاص و عام میں مقبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور احباب کرام سے گزارش واپیل ہے کہ وہ اس کتاب کو خود بھی پڑھے اور دوسروں تک بھی پہنچائیں تاکہ وہ خود بھی علم کی نور سے منور ہو اور دوسرے کو بھی منور کرے۔

دعا گو:

محمد اشفاق رضا عطاری

تاثرات جمیل

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الدر الثمین کے تمام فتاوی مطالعہ کیا

سب کو جواب بالصواب پایا

دلائل وبراھن سے مزین دیکھا

کافی وقت سے حضرت قبلہ مفتی اسماعیل صاحب سے دوستی کا شرف حاصل ہوا ہے تب سے گاہ بگاہ موصوف کے جوابات نظر سے گزرتے رہتے ہیں جن میں علمی جواھر دیکھنے کو ملتے رہتے ہیں۔ موصوف کی ایک عظیم خدمت جو فتاوی اسماعیلیہ سے موسوم ہے انکی علمی لیاقت قابلیت وخداداد صلاحیت کی روشن دلیل ہے۔

اللہ کریم حضرت مفتی اسماعیل صاحب قبلہ کی تمام تر خدمات کو قبول فرمائے۔

اور مسلک اھل سنت جسکو پہچان کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے اسکی خدمات کے ہزارھا مواقع عطا فرمائے۔

فقیر مشاہد رضا حشمتی جامعہ ریاض الجنہ کیمری رامپور

٢٦ ربیع الاول شریف سنہ ١٤٤٤

دعائیہ کلمات

الحمد للہ علی نعمائہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ واصحابہ

اس خاکدان گیتی پر ہر بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے بھیجا گیا ہے۔اور عبادت کرنے کے مختلف طور رہے ہیں۔ہمارے پیارے مذہب اسلام میں اس کی مکمل تفصیل موجود ہے۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی مکمل رہنمائی فرمائی ہے۔یہی وجہ ہے کہ بندہ مومن اس دنیا میں چاہے جو کام بھی اللہ عزوجل کی رضا کیلئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کیلئے کرے وہ عبادت میں شمار ہوگا۔یہی اسلامی تعلیمات سے مستفاد ہوتا ہے۔

اس وقت میرے پیش نظر حضرت مولانا مفتی محمد اسمعیل خان امجدی قادری رضوی ارشدی حنفی صاحب قبلہ کی نئی تصنیف لطیف الدر الخمسین ہے۔جو ان کی تصنیف ثانی ہے۔اس سے پہلے موصوف کی ایک ضخیم تصنیف لطیف بنام فتاویٰ اسمعیلیہ اعلیٰ حضرت زندہ گروپ کی نگرانی میں مکتبہ فقیہ ملت دھلی سے شائع ہو چکی ہے۔موصوف ایک خوبرو نوجوان، بہترین منتظم، قابل مفتی ،سنجیدہ مزاج انسان ،اور سب سے بڑھ کر خلوص وللّٰہیت کا پیکر ہیں۔میں نے ان کے بارے میں جتنی باتیں لکھی ہیں ہر ایک بات کا میرے پاس جواز موجود ہے۔

فتاویٰ اسمعیلیہ کی اشاعت سے بہت پہلے سے ہمارا ان کا غائبانہ تعارف ہوا اور آج تک غائبانہ ہی ہے۔لیکن الحمد اللہ مزاج آشنا ہیں۔یہی وجہ ہے کہ کبھی تعلقات میں تلخی نہیں آئی۔اور بہت کم عرصہ میں یہ اپنی دوسری تصنیف منصۂ شہود پر جلوہ گر کروا رہے ہیں۔یہ ان کے خلوص بے پایاں کا بین ثبوت ہے۔پہلی تصنیف فتاویٰ اسمعیلیہ کی طرح ان کی یہ دوسری تصنیف الدرالخمسین بھی ان شاءاللہ قبولیت عام حاصل کرے گی۔

یہی میری تمنا ہے اور یہی میری دعا ہے کہ یا اللہ! اس کے مصنف اور اس کتاب کے فتاویٰ کے سائلین کو خوب خوب برکتیں عطا فرما۔جن کے خلوص کی برکتوں سے امت مسلمہ فیض عام حاصل کرے گی۔اور جو جو اس کتاب سے مستفیض ہوں ان کو بھی تو اپنے کارخانہ غیب سے دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران فرما۔

نوازش دل ما کن کہ دل نواز توئی
بساز کار غریباں کہ کارساز توئی
آمین یارب العلمین ،بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ازقلم: فیض رقم سراج العاملین مظہر تجلیات خواجہ بندہ نواز پیر طریقت حضرت مولانا محمود الحسن رضوی قادری چشتی ارشدی صاحب

تاثرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الدر الخمسین اسلامی احکام خصوصاً فقہ حنفی کے ترجمانی کا ایک مستند مجموعہ ہے جسے حضرت مولانا مفتی اسمٰعیل خان امجدی قادری رضوی ارشدی حنفی صاحب قبلہ نے بڑی محنت سے دلائل و براہین سے مزین فرمایا ہے عوام وخواص کے فائدے کے لیے پی ڈی ایف،، کی شکل میں تیار کیا ہے اس میں مسائل کو عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے- اس فقیر نے کئی فتاویٰ بنظر عمیق دیکھے ہیں اور انہیں مفید پایا ہے- دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے صدقے مصنف ومرتب اور تصحیح وتصدیق کرنے والوں کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے قارئین ومستفیدین کے لئے اس مجموعہ کو بھی موصوف کی پہلی کتاب فتاویٰ اسمعیلیہ ہی کی طرح مفید بنائے جو عوام وخواص میں الحمدللہ بہت مقبول ہوئے اور اسے سب کے لئے دنیا وآخرت کی بھلائیوں کے حصوں کا سبب بنادے- آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالستار رضوی قادری خادم درس وافتاء مدرسہ ارشد العلوم عالم بازار کلکتہ
23، اکتوبر 2022ء

نگاہ اولین

لك الحمد یااللہ والصلوۃ والسلام علیك یارسول اللہ الحمدللہ حمدا طیبا مبارکا کثیرا کثیرا والصلوۃ والسلام علی سیدنا مبشرا ونذیرا امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

شوشل میڈیا پر واٹسپ کا استعمال دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے حال یہ ہے کہ شہر تو شہر دیہاتوں میں گھر گھر استعمال ہونے لگا ہے اس کے ذریعہ لوگ گناہوں کی طرف مائل ہونے لگے ہیں۔ اکثر غلط روایت وحدیث شوشل میڈیا کے ذریعہ لوگ نشر کرنے لگے ہیں۔ غلط روایت وحدیث پڑھ کر نوجوان طبقہ گمراہی کے دلدل میں پھسنے لگے ہیں۔ ان تمام معاملات کو دیکھ کر کچھ احباب نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ ہم اسے صحیح حدیث ودرست روایت نشر کرنے کا ذریعہ بنائیں۔

بعدہ مشورہ ایک گروپ بنام اعلی حضرت زندہ باد گروپ کی تشکیل ہوئی سنہ 2016 میں اور آج یہ گروپ بہت عروج پر ہے اسی گروپ کے ذریعے میری ایک تحریر کردہ فتاوی شائع ہوئی۔ بنام الفیوضات رضویہ فی الفتاوی المسعودیہ المعروف فتاوی اسمعیلیہ جو مکتبہ فقیہ ملت دھلی سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب 672 صفحات پر مشتمل ہے۔ لوگ اس کتاب کا مطالعہ کرکے اپنے علم میں اضافہ فرمارہے ہیں۔

اور الحمدللہ یہ گروپ روز بروز ترقی کے راہ پر گامزن ہے اسی گروپ کے ذریعہ امتیاز الفتاوی بھی شائع ہورہی ہے اور یہ سلسلہ رکنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ پھر میں نے ایک مجموعہ اور تحریر کرڈالی جو بنام الدر المحسنین ہے جس میں صرف پچاس فتوے شامل کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کو ہر طرح کی خامیوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے پھر بھی بتقاضائے بشری اگر اہل علم کو خامی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں۔

اللہ رب العزت اس کتاب سے اہلسنت وجماعت کو تقویت بخشے۔ اور مجھ سے آخری دم تک خلوص کے ساتھ دین کی خدمت لیتا رہے۔ اور ہماری اولاد کو بھی اسلام وسنیت کی نشر واشاعت کا جذبہ عطا فرمائے ایمان پر ہمارا خاتمہ ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے اور ہمارے والد مرحوم محمد حنیف خان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

آمین آمین آمین

محمد اسماعیل خان امجدی قادری رضوی ارشدی حنفی گونڈوی

اسمائے اراکین

بانئ گروپ: اسیر حضور صدر الشریعہ ومحدث کبیر خلیفہ حضور ارشد ملت مصنف فتاوی اسمعیلیہ فقیر ابومحمد حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل خان امجدی قادری رضوی ارشدی گونڈوی

9918562794

نائب بانئ گروپ۔۔۔۔خلیفہ حضور ارشد ملت حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خان امجدی ارشدی خطیب وامام غوثیہ مسجد شانتی نگر بھیونڈی ممبی

7276556912

سرپرست گروپ: پیر طریقت رہبر راہ شریعت مصنف مجربات محمود روحانی عامل حضرت علامہ مولانا محمود الحسن مالیگاوں

7588792786

نائب سرپرست۔۔۔حضرت علامہ مولانا مفتی مشاہد رضا حشمتی خادم التدریس جامعۃ ریاض الجنۃ کیمری ضلع رامپور

9720751982

ایڈیٹر۔۔۔۔مصنف امتیاز الفتاوی حضرت علامہ مولانا امتیاز قمر امجدی گریڈیہ جھارکھنڈ بہار

9113471871

مرتب۔۔۔حضرت حافظ وقاری محمد محبوب عالم امجدی مہراج گنج

7991712002

نگراں۔۔۔حضرت علامہ مولانا معصوم رضا صاحب قبلہ اترولہ

8052167976

نائب نگراں۔۔۔۔العبد ابوالفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ دار العلوم اہلسنت محی الاسلام بتھریا کلاں ڈومریا گنج سدھارتھنگر (یوپی)

7081618182

کمپوزنگ۔۔۔مصنف فتاوی اشفاقیہ حضرت مولانا محمد اشفاق رضا عطاری ہلکھوری ضلع مہوتری (نیپال)

7991315008/7781807880

اسمائے مصدقین

حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خان امجدی خطیب وامام غوثیہ مسجد بھیونڈی

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد اختر علی واجد القادری شمس العلماء دارالافتاء جامعہ اسلامیہ میرا روڈ (ممبئی)

حضرت علامہ مولانا مفتی مشاہد رضا حشمتی جامعہ ریاض الجنہ کیمری رامپور

حضرت علامہ مولانا معصوم رضا صاحب اترولہ

حضرت علامہ مفتی عبدالستار رضوی احمد القادری عفی عنہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی خادم ارشد العلوم عالم بازار کلکتہ بنگال

حضرت علامہ مفتی کریم اللہ رضوی خادم التدریس دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی

کافِر کے پاس تعلیم حاصِل کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ کافر ماسٹر کے پاس ہندی انگریزی پڑھنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

السائل محمد انصار رضا گریڈیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: ہندی، انگلش کافر سے پڑھوا سکتے ہیں مگر بچنا بہتر ہے۔اور ایسے کام ہوتے ہوں، جو اسلام کے خلاف ہوں تو ہرگز ہرگز اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں غیر مذہب والیوں یا والوں کی صحبت آگ ہے، ذی عِلم عاقِل بالِغ مردوں کے مذہب بھی اس میں بگڑ گئے ہیں عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے، یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدِث تھا، خارِجی مذہب کی عورت کی صحبت میں معاذ اللہ خود خارِجی ہوگیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ اسے سنی کرنا چاہتا ہے جب صحبت کی یہ حالت تو استاد بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ استاد کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے،تو غیر مذہب عورت یا مرد کی سپردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وہی دے گا جو خود دین سے واسِطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بددین ہوجانے کی پرواہ نہیں رکھتا۔ (فتاویٰ رضویہ)

جو شخص قیامت کا منکر اور دین کا معاذ اللہ تنزل چاہنے والا ہے اور مرتد کی صحبت آگ ہے نہ کہ اس کے زیر تربیت ہو۔ قال اللہ تعالی **وإما ينسينك الشيطن فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظلمين**۔

اللہ تعالی نے فرمایا اگر تمہیں کبھی شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ہرگز ظالموں کے پاس نہ بیٹھو (القرآن الکریم) اور جب وہ دین کا تنزل چاہنے والا ہے تو تعلیم دین کی ترقی اس سے کیونکر متوقع ہے، اس مدرسہ کے پاس نہ جانا چاہئے اور چھوڑ دیا جائے کہ اسی کے خیال والے اس میں پڑھیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲ ۳۲/)

حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں بچے تو غیر مکلف بھی ہیں اور نا سمجھ اور ماں باپ کے تابع ہیں ماں باپ جہاں بھیجیں گے چلے جائیں گے لیکن جب معلوم ہے کہ ان اسکولوں میں پوجا ہوتی ہے وندے ماترم کا گانا بچوں کو سکھایا جاتا ہے پیشانی پر قشقہ ٹیکا لگایا جاتا ہے ان اسکولوں میں بچوں کو بھیجنا کفر پر راضی ہونا ہے اور رضا بالکفر کفر ہے ارشاد ہے؛ انکم اِذاً مثلھم۔ لوگوں کو سمجھایا جائے اور یہ فتوی دکھایا جائے مان جائیں تو بہتر ہے۔ سمجھانے اور فتویٰ دکھانے پر جو لوگ نہ مانیں پھر بھی بچوں کو بھیجیں وہ لوگ اسلام سے خارج ہوکر کافر و مرتد ہوجائیں گے

انکی بیویاں انکے نکاح سے خارج ہوجائیں گی ان کے سارے اعمال حسنہ اکارت ہوجائیں گے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے۔(فتاوی شارح بخاری جلد ۲ /ص ۱۹۵ /

نوٹ: اگر پوجاوغیرہ اور دیگر خلاف شرع کام وہاں نہ ہورہے ہوں تو ایسے اسکول میں جہاں کا فر استاذ ہو تعلیم کے لئے بھیجا جاسکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ کسی مسلم یونیورسٹی کا انتخاب کر کے بچوں کو وہاں پڑھایا جائے کہ دینیات کے ساتھ ساتھ انگلش ہندی بھی پڑھ لیں احتیاط بہت ضروری ہے جب تک اسکول کی مکمل طور پر تحقیق نہ ہوجائے بچوں کو بھیجنا جائز نہیں ورنہ ذمہ دار والدین ہونگے۔ واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

☆☆☆

قبر پر پانی ڈالنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبر پر پانی ڈالنا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں لوگ مردے کو دفن کرنے کے بعد تین دن تک پانی ڈالتے ہیں لوگ، تو کیا ایسا کرنا درست ہے تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

السائل حافظ ارباز عالم نظامی کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب: مردہ دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی ڈالنا جائز و درست ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: **وعن جعفر بن محمد عن ابیہ مرسلان النبی ﷺ حثا عل المیت ثلاث حثیات بیدیہ جمیعا ونہ رش عل قبر ابنہ براھیم ووضع علیہ حصبا رواہ فی شرح السن ورو الشافعی من قولہ رش۔**

حضرت امام جعفر صادق بن محمد اپنے والد حضرت امام باقر سے بطریق ارسال نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر کے اوپر پانی چھڑکا اور علامت کے لئے قبر پر سنگریزے رکھے۔ (شرح السن) اور حضرت امام شافعی نے اس حدیث کو رش پانی چھڑکا سے آخر تک روایت کیا ہے امام احمد نے اسناد ضعیف کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر پہ مٹی اس طرح ڈالتے تھے کہ جب پہلی مٹھی بھر کر مٹی ڈالتے تو پڑھتے منھا خلقنا کم اور جب دوسری مٹھی بھر کر ڈالتے تو پڑھتے وفیھا نعیدکم اور اسی طرح جب تیسری مٹھی ڈالتے تو یہ پڑھتے ومنھا

نحرِ حکم حضرت ابن مالک فرماتے ہیں کہ جو لوگ جنازہ کے ہمراہ قبر پر جائیں ان کے لئے سنت ہے کہ جب لحد یا شق بند کردی جائے تو وہ مٹھی بھر کر مٹی قبر میں ڈالیں اسی طرح قبر جب بھر جائے اور اوپر سے مٹی برابر کردی جائے تو قبر کے اوپر پانی چھڑکنا سنت ہے۔(مشکوٰۃ شریف مردہ کو دفن کرنے کا بیان)

قبر پر مٹی ڈالنا اور پانی چھڑکنا سنت ہے اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں قبر پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے۔(بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۵۸/ واللہ اعلم)

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

☆☆☆

مسجد میں چندہ کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں کھڑے ہوکر اپنے یا اپنے متعلقین کی ذاتی ضرورت جیب خرچ کے لئے سوال کرنا اور دوسرے لوگوں یا سائل کو دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

المستفتی محمد فاروق رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: اگر مسجد میں فقط مسجد و مدرسہ کا چندہ کرنا ہے تو بلا شبہ جائز ہے کوئی حرج نہیں آپ ممبران کے کہنے پر چندہ کرسکتے ہیں بس شرط یہی ہے کہ مسجد و مدرسہ کا ہی چندہ ہو۔(فتاویٰ فقیہ ملت)

لیکن خود کے لئے مسجد میں کسی بھی قسم کا سوال کرنا یعنی چندہ کرنا جائز نہیں حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی منع ہے۔(بہار شریعت ج ۳/ص ۴۸۱)

اس کا بہتر طریقہ یہ کہ ایسے لوگ یا تو مسجد کے باہر دروازے پر سوال کریں یا پھر امام مسجد یا متولی وغیرہ سے بول دیں تاکہ وہ ان کی ضرورت سے لوگوں کو آگاہ کردیں اس لئے کہ حاجت مندوں کے لئے چندہ کا اعلان کرنا جائز ہے جبکہ چندہ مسجد میں نہ دیا جائے اور نہ لیا جائے بلکہ مسجد کے باہر دروازے کے پاس دیا جائے یا پھر اپنے گھر بلا کر دیا جائے اس لئے چندہ مسجد میں دینے سے شور و غل ہونے کا اندیشہ ہے اور آداب مسجد بھی بہت ضروری ہے اور مسجد میں چندہ کرنے سے نمازیوں کی نماز میں خلل ہوگا لوگوں کی گردنیں بھی پھلانگنی پڑسکتی ہیں اور ایسا کرنا جائز نہیں۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ دوسرے محتاجوں کے لئے مسجد میں امداد کے لئے کہنا یا کسی دینی کام کے لئے چندہ کرنا جس میں شور و غل نہ ہو اور نہ کسی کا گردن پھلانگنا پڑے نہ کسی کی نماز میں خلل واقع ہو تو یہ بلا شبہ جائز ہے بلکہ سنت سے

ثابت ہے حضور اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ نابینا لنگڑے اپاہج وغیرہ کا اپنے لئے مسجد میں سوال کرنا ناجائز و گناہ ہے پھر اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لئے مسجد میں چندہ کرنا منع ہے۔(فتاوی رضویہ ج۹/نصف آخر ص ۲۵۲/فتاویٰ مرکز تربیت افتاج ا/ص ۹۵۲/) واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بانئ اسلام کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کی بارگاہ میں سوال یہ ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بانی اسلام کہنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائے۔

السائل محمد سرفراز رضا افروزی رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بانی اسلام کہنا صحیح ہے فتاویٰ شارح بخاری میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بانی اسلام کہنا بلاشبہ صحیح و درست ہے اس میں کوئی تردد نہیں (ج۔ا/ص۔۱۲۵/) واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

☆☆☆

غیر مسلموں کے کسی تہوار کو اچھا سمجھنا اور اس کی مبارکبادی دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کچھ لوگ میلے کے موقعے سے ہندو مسلم ایک ساتھ ہولی کھیلتے ہیں ایک دوسرے کو رنگ لگاتے ہیں ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اسے مباح مانتے ہیں اور یہ میلا اس وقت منایا جاتا ہے جب ہندوؤں کا تہوار ہولی آتا ہے برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

سائل ضیاء الحق ضیا قادری، بانکا

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: ہولی دیوالی ہندوؤں کے شیطانی تہوار ہیں، جب ایران خلافت فاروقی میں فتح ہوا بھاگے ہوئے آتش پرست کچھ ہندوستان میں آئے ان کے یہاں دو عیدیں تھیں، نوروز کہ تحویل حمل ہے اور مہرگان کہ

تحویل میزان، وہ عیدیں اوران میں آگ کی پرستش ہندوؤں نے ان سے سیکھیں اور یہ چاند سورج دونوں کو پوجتے ہیں۔
لہذا ان کے وقتوں میں یہ ترمیم کہ میکھ سنکھ رانت کی پورنماشی میں ہولی اور تلاسنکھ رانت کی اماس میں دیوالی یہ سب رسوم کفار ہیں، مسلمانوں کو ان میں شرکت حرام اور اگر پسند کریں تو صریح کفر۔
غمز العیون میں ہے: اتفق مشایخنا ان من ری امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترك الکلام عند اکل الطعام حسن من المجموسی او ترك المضاجع عندهم حال الحیض حسن فهو کافر۔
ہمارے مشائخ کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے کفار کے کسی معاملہ کو اچھا کہا تو وہ کافر ہوجائے گا حتیٰ کہ انہوں نے اس شخص کو کافر قرار دیا جو یہ کہے کہ کھانے کے وقت مجوسی کے ہاں گفتگو نہ کرنا بہت اچھا عمل ہے یا ان کے ہاں حالت حیض ہمبستری کرنا اچھا عمل ہے۔الاشباہ والنظائر بحوالہ غمز العیون کتاب السیر والرد (ادارۃ القرآن۔ کراچی، بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴/ کتاب السیر)
ہولی وغیرہ کی مبارک باد دینا اشد حرام بلکہ منجر الی الکفر ہے جو مسلمان ایسا کرتے ہیں ان پر توبہ تجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔ (فتاویٰ شارح بخاری ج۔۲ ص۔۲۶۵)
ہولی جو کہ غیر مسلموں کا شعار ہے اس میں شرکت حرام بدکام بدانجام۔شریک ہونے والوں پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کریں۔ (فتاویٰ تاج الشریعہ ج۔۲ /ص۔۷۴)
ہولی کے موقع پر رنگ کو برا جانتے ہوئے تھوڑا سا لگوانا بھی ناجائز وگناہ (فتاویٰ مرکز تربیت افتاج ۲ /ص۔۵۸۳)
کافر اگر ہولی یا دیوالی کے دن مٹھائی دیں تو نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لیں مگر یہ نہیں سمجھیں کہ ان کے خبثا کے تہوار کی مٹھائی ہے بلکہ" مال موذی نصیب غازی" سمجھے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۳۶۱)
ہولی کھیلنا کھلوانا حرام بدکام بدانجام منجر بکفر ہے اور امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ غمز العیون میں فرماتے ہیں: من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشاخ۔ کہ جس نے کافروں کے کسی فعل کو اچھا سمجھا بالاتفاق عند المشائخ وہ کافر ہوگیا۔
لہذا جو مسلمان اس میں شریک ہوئے ان پر لازم ہے کہ صدق دل سے توبہ استغفار کریں اور تجدید ایمان بھی کرلیں اور بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح بھی کرلیں تو زیادہ بہتر ہوگا اور جب تک وہ لوگ حکم مذکورہ پر عمل نہ کریں ہر واقف حال مسلمان کو ان سے ترک تعلق کا حکم ہے۔قال اللہ تعالی واما ینسینك الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ (پارہ سورہ الانعام غمز العیون فتاوی رضویہ ج۔۶/ ص۔۱۲) واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی — الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

قسطوں پر کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان ذوی الاحترام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دور حاضر میں اکثر چیزوں کے خرید و فروخت میں قسط کا معاملہ طے ہوتا ہے جس میں سامان کی اصل قیمت سے زائد قیمت وصول کی جاتی ہے مسئلہ یہ ہے کہ کیا دور حاضر میں قسطوں پر کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے؟ المستفتی: محمد شاہ عالم نوری بمقام۔اترٹولہ طلحلبی کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ جائز ہے جبکہ دونوں حقیقتا بیع کا ارادہ کریں نہ کہ قرض کا، اس لئے کہ بیچنا جائز اور کمی بیشی جائز اور مدت معین پر ادھار جائز (فتاوی رضویہ جلد ۱۷/صفحہ ۳۹۴/ رضا فاونڈیشن لاھور اور فتاویٰ فیض الرسول) میں ہے کہ کوئی بھی سامان اس طرح بیچنا کہ اگر نقد قیمت فوراً ادا کرے تو تین سو قیمت لے اور اگر ادھار سامان کوئی لے تو اس سے تین سو پچاس روپیہ اسی سامان کی قیمت لے۔ یہ شریعت میں جائز ہے سود نہیں ہے نقد اور ادھار کا الگ الگ بھاؤ رکھنا شریعت میں جائز ہے۔ مگر ضروری ہے کہ سامان بیچتے وقت ہی یہ طے کر دے کہ اس سامان کی قیمت نقد خرید و تو اتنی ہے اور ادھار خرید و تو اتنی ہے۔ تو یہ جائز ہے) فتاویٰ فیض الرسول جلد ۲/ص ۰۸۳/مطبوعہ شبیر برادر، لاہور)

لیکن اگر قسط کی تاخیر کی صورت میں سود یا جرمانہ دینا پڑے تو پھر یہ عقد سراسر ناجائز وحرام ہوگا جیسا کہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ قسطوں کے کاروبار میں یہ جائز نہیں کہ تین سو روپیہ میں فروخت کر دیا اب اگر قیمت ملنے میں ہفتہ کی دیر ہوگئی تو اس سے پچیس یا پچاس زیادہ لے ایسا کرے گا تو سود ہو جائے گا۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد ۲/صفحہ ۰۸۳/مطبوعہ شبیر برادر، لاہور)

الحاصل قسطوں پر کوئی بھی سامان خریدنا بیچنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی　　　الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

کھانا کھاتے وقت سلام کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ سے ایک سوال عرض ہے کہ عوام میں جورائج ہے کہ کھانا کھاتے وقت سلام کرنا منع ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
المستفتی، جابرحسن خان

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: لوگ کھانا کھارہے ہیں تو اس وقت سلام نہ کرے ہاں اگر بھوکا ہے اور جانتا ہو کہ اسے وہ لوگ کھانے میں شریک کرلینگے تو سلام کرلے یہ اس وقت ہے کہ کھانے والے کے منہ میں لقمہ ہے اور وہ چبارہا ہے کہ اس وقت جواب دینے سے عاجز ہے اور اگر ابھی کھانے کے لیئے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کرسکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں۔ (اسلامی اخلاق وآداب، سلام کا بیان ص ۴۱۱)

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کھانا کھارہا ہو اسے سلام نہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف)۔ واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

اگر کسی کو بار بار پیشاب کے قطرے آتے ہوں تو وہ نماز کیسے ادا کرے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے ذوی الاحترام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اگر کسی شخص کو پیشاب کرنے کے بعد قطرہ آجاتا ہو تو اس شخص مذکور کو کیا کرنا چاہیے جس سے پانچ وقت کی نماز میں حاضر رہ سکے جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔
سائل غلام رسول

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب اللهم هداية الحق والصواب: اگر کسی شخص کو پیشاب کے قطرے اس طرح آتے ہیں کہ جب بھی وضو کرے یا نماز پڑھے تو اس دوران قطرے آجائے، پھر وضو کرے اور نماز کے لئے کھڑا ہو تو پھر قطرے آجائیں، یعنی ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نمازِ فرض ادا نہ کرسکا وہ معذور ہے۔ اور شرعی معذور کا حکم یہ ہے کہ وہ ایک وضو کے ساتھ اس وقت میں کئی نمازیں ادا کرسکتا ہے، چاہے قطرے بار بار آتے ہوں۔ اور جیسے ہی وقت ختم ہوگا تو وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نئے وقت کے لئے نیا وضو کرنا ہوگا

جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ ومن به سلس البول والرعاف الدائم والجرح الذی لا یرق یتوضؤن لوقت ل صلافیصلون بذل الوضو فی الوقت ماشاوامن الفرائض والنوافل اھ

یعنی جسے پیشاب کے قطرے آنے کا مرض ہو یا نکسیر پھوٹی ہو یا ایسا زخم ہو کہ خون بند ہی نہ ہو رہا ہو تو ہر نماز کے وقت نیا وضو کرے گا اور اس وضو سے اس وقت میں جتنی نماز ے چاہے فرض ہو یا نفل پڑھ سکتا ہے۔(بحوالہ ہدایہ جلد ۱/ صفحہ ۹۸۲)

جس شخص کو پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہے کہ اس پر ایک وقت ایسا گزر گیا کہ وضو کر کے فرض نماز ادا نہ کر سکا وہ صاحب عذر اس کا حکم یہ ہے کہ وقت کے اندر وضو کرے اور وقت کے اخیر حصہ تک جتنی نمازیں اس وضو سے پڑھنا چاہے پڑھے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔(جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۳/ اور ۲۰۲) پر ہے۔

صاحب عذر من به سلس بول او استطلاق بطن او انفلات ریح او استحاض ان استوعب عذره تمام وقت صلامفروضحکمه الوضو لکل فرض ثم یصلی فیه فرضا ونفلافاذاخرج الوقت بطل ا۔

تنبیہ: وضو نہ ٹوٹنے کا مطلب اس عذر کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا اس کے علاوہ اگر نواقض وضو میں سے کوئی فعل پایا گیا تو ٹوٹ جائے گا۔ھواللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

مسجد کا سامان بیچنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کا پرانا سامان بیچ سکتے ہیں یا نہیں جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

السائل: محمد سلیم احمد، مٹیرا بازار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: شہید کردہ مسجد کی سابقہ تعمیراتی اشیاء میں جو چیزیں ہنوز قابلِ استعمال ہیں انکی فروختگی جائز نہیں البتہ خراب شدہ اشیاء جو قابل استعمال نہیں رہیں ان کو فروخت کر کے مسجد میں کام آنے والی دوسری چیزیں خریدنا یا ان کو مسجد کے کھاتے میں جمع کرنا جائز ودرست ہے۔

البحرالرائق میں ہے: وفی الفتاوی الظهیری سئل الحلوائی عن اوقاف المسجد اذاتعطلت وتعذر

استعمالہا ھل للمتولی ان یبیعھا و یشتری بثمنھا اخری قال نعم

لیکن یہ ضروری ہے کہ ان اشیاء کوغیر مسلم کے ہاتھ فروخت نہ کرے اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ادب ملحوظ نہ رکھے اور مواضع اہانت میں استعمال کرے اس لئے جب بھی مسجد کی کوئی چیز فروخت کرے تو کسی مسلمان کے ہاتھ اور اس شرط کے ساتھ کہ وہ بے ادبی کی جگہ نہ لگائے (فتاوی البحر الرائق جلد پنجم ص ۲۵۲ / کتاب الوقف)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت کیا گیا کہ مسجد کی کوئی چیز جو خراب ہو اور اسے بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں دیں اور اگر کوئی دوسرا آدمی اس چیز کو خرید کر اپنے مکان پر رکھے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا جائز ہے مگر بے ادبی کی جگہ نہ لگائے اور **در مختار میں ھے حشیش المسجد و کناستہ لا یلقی فی موضع یخل بالتعظیم** یعنی مسجد کی گھاس اور کوڑا ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں بے ادبی ہو (درمختار جلد اول ص۔ ۲۲۳ / کتاب الطھارۃ)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے حاکم اسلام اور جہاں وہ نہ ہو تو متولی مسجد و اہل محلہ کو جائز ہے کہ وہ چونکہ اب حاجتِ مسجد سے فارغ ہیں کسی مسلمان کے ہاتھ مناسب داموں میں اسے بیچ ڈالیں اور خریدنے والا مسلمان اسے اپنا مکانِ نشست یا باورچی خانے یا ایسے ہی کسی مکان پر جہاں بے تعظیمی نہ ہو ڈال سکتا ہے اور پاخانہ وغیرہ مواضع بے حرمتی پر نہ ڈالنا چاہئے کہ علماء نے اس کوڑے کی بھی تعظیم کا حکم دیا ہے جو مسجد سے جھاڑ کر پھینکا جاتا ہے۔

جواھر الاخلاطی و فتاوی ھندیہ میں ھے، حشیش المسجد اذا کان لہ قیم فلاھل المسجد ان یبعوہ و ان رفعوا الی الحاکم فھو احب ثم یبعوہ بامرہ ھو المختار

فتاوی خانیہ میں ھے قد ذکرنا ان الصحیح من الجواب ان بیعھم بغیر امر القاضی لا یصح الا ان یکون فی موضع لا قاضی ھناک ۔ (فتاویٰ خانیہ جلد ششم ص ۲۹۳ / فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول ص ۶۴۲ / وھکذا فی الفتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۴۶۳ /) واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی — الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

حلالہ کا ایک اہم مسئلہ؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حلالہ کیلئے بہت زیادہ عمر والے سے نکاح کیا جو وطی پر قادر نہ ہو یا وطی تو کی انزال نہ ہوا ایسے ہی مراہق سے نکاح کیا تو طلاق کب دیا جائیگا یا مجنون یا خصی سے نکاح ہوا ایسی صورت میں حلالہ کا

مسئلہ کیا ہے،حلالہ کیلے جو وطی شرط ہے کیا انزال بھی شرط ہے،اورعقدنکاح یعنی ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگانا یہ حکم شریعت میں کیسا ہے؟ بحوالہ کتب جواب عنایت فرمائیں۔
المستفتی: محمد ممتاز رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: بہت زیادہ عمر والے سے نکاح کیا جو وطی پر قادر نہیں ہے اس نے کسی ترکیب سے عضو تناسل داخل کردیا تو یہ وطی حلالہ کے لیے کافی نہیں ہاں اگر آلہ میں کچھ انتشار پایا گیا اور دخول ہو گیا تو کافی ہے۔ (فتح القدیر کتاب الطلاق،باب الرجع،فصل فیما تحل لہ بہ المطلق،،وغیرہ بحوالہ بہارشریعت حصہ ہشتم ص ۱۸۱/)

اور اگر نکاح مراہق سے ہوا یعنی ایسے لڑکے سے جو نابالغ ہے مگر قریب بلوغ ہے اور اس کی عمر والے جماع کرتے ہیں اور اس نے وطی کی اور بعد بلوغ طلاق دی تو وہ وطی کہ قبل بلوغ کی تھی حلالہ کے لیے کافی ہے مگر طلاق بعد بلوغ ہونی چاہیے کہ نابالغ کی طلاق واقع ہی نہ ہوگی مگر بہتر یہ ہے کہ بالغ کی وطی ہو کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالی کے نزدیک انزال شرط ہے اور نابالغ میں انزال کہاں (الدرالمختار وردالمحتار کتاب الطلاق،باب الرجع مطلب فی العقد علی المبان،بحوالہ بہارشریعت حصہ ہشتم ص ۱۸۰)

اور مجنون یا خصی یعنی جس کے خصیے نکال لیئے گئے ہوں اس سے نکاح ہوا اور وطی کی تو شوہر اول کے لیے حلال ہوگئی (الدرالمختار کتاب الطلاق،باب الرجع،بحوالہ بہارشریعت حصہ ہشتم ص ۱۸۱/) واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

عیدگاہ کی زمین پر مدرسہ کی تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

السوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عیدگاہ کی زمین پر مدرسہ کی تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی: محمد سہیل

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: اگر عیدگاہ شہر میں ہے تو اس کو مدرسہ بنانا جائز نہیں، کیونکہ یہ عیدگاہ کا

وقف صحیح ہے اور وقف کو تغییر کرنا جائز نہیں فتاوی ہندیہ میں ہے **لا یجوز تغییر الوقف عن هيئته** وقف کو تغییر کرنا جائز نہیں ہے۔

اس کی صورت فتاوی ھندیہ الباب الرابع عشر فی المتفرقات صفحہ 490 رد المحتار میں ہے: **الواجب ابقا الوقف علی ما ان علیه**، وقف کو باقی رکھنا واجب ہے جس پر وہ پہلے تھا)

درمختار جلد 6 کتاب الوقف مطلب لایستبد العامر الا فی اربع صفحہ 589 میں ہے کہ شرط الواقف نص الشارع فوجوب العمل بہ کتاب الوقف ج 6 ص 649 اور اگر عیدگاہ دیہات میں ہے تو یہ عیدگاہ کا وقف صحیح نہیں ہے اور اس زمین میں مدرسہ بنانا شرعا یہ جائز نہیں بلکہ اس میں ان کے وارثوں کا حق ہے۔

ہاں اگر ان کے وارثین مدرسہ بنانے کے لئے وقف کر دیں یا اجازت دے دیں تو بنا سکتے ہیں کوئی حرج نہیں فتاوی رضویہ میں ہے اور ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے مذہب میں گاؤں میں عیدین جائز نہیں تو وہاں عیدگاہ وقف نہیں ہوسکتی کہ محض بے حاجت و بے قربت بلکہ مخالف قربت ہے، تو وہ زمین وعمارت ملک بانیان ہیں انہیں اختیار ہے اس میں جو چاہیں کریں، خواہ اپنا مکان بنائیں یا زراعت کریں یا قبرستان کرائیں، اور اب وہاں دوسری عیدگاہ بنائیں گے اس کی بھی یہی حالت ہوگی۔

بہار شریعت جلد دوم میں ہے وہ کام جس کے لئے وقف کرتا ہے فی نفسہ ثواب کا کام ہو یعنی واقف کے نزدیک بھی وہ ثواب کا کام ہو اور واقع میں بھی ثواب کا کام ہو اگر ثواب کا کام نہیں ہے تو وقف صحیح نہیں۔ مثلا کسی ناجائز کام کے لئے وقف کیا اور اگر واقف کے خیال میں وہ نیکی کا کام ہو مگر حقیقت میں ثواب کا کام نہ ہو تو وقف صحیح نہیں اور اگر واقع میں ثواب کا کام ہے مگر واقف کے اعتقاد میں کار ثواب نہیں جب بھی وقف صحیح نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

کسی کو خون دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی بھی شخص کو خون دینا کیسا ہے؟

المستفتی، محمد اسلم رضا

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: کسی بھی انسان کا اپنے خون کا عطیہ کرنا ناجائز وگناہ ہے کہ انسان اپنے جسم کے کسی جز کا مالک نہیں اس لئے اپنے جسم کے کسی عضو کا عطیہ نہیں کرسکتا قرآن مجید میں ہے **انما حرم علیکم المیتة والدم** (سورہ النحل آیت نمبر 115)

البتہ اگر خون کی سخت کمی یا فساد کی وجہ سے ہلاک ہوجانے کا ظن غالب ہوتو ایسی صورت میں بقدر ضرورت صالح خون چڑھانا جائز ہے، جبکہ خون چڑھانے پر جان بچ جانے کا غالب گمان ہو اور ایسے وقت میں خون دینا بھی جائز ہے الاشباہ والنظائر میں ھے الضرورات تبیح المحظورات اھ الاشباہ والنظائر صفحہ نمبر 94/

اور اگر بلڈ بینک والے اسلام کے مخالفین ہیں تو ان کی مدد کرنا اور ان کے بلڈ بینک میں خون دینا حرام سخت حرام ہے ارشاد باری تعالی ھے ولا تعاونوا علی الاِثمِ والعدوان سورہ المائدہ (فتاوی مرکز تربیت افتا جلد دوم صفحہ نمبر 402) واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

لڑکیوں کا ختنہ کرنا شرعا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

السوال:۔ سوال یہ مسئلہ جاننے کے لیے پوچھتا ہوں کوئی حضرات غلط نہ سمجھیں کہ جس طرح مردوں کا ختنہ کیا جاتا ہے تو عورتوں کا بھی ختنہ ہوتی ہے یا نہیں؟ مع حوالہ جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔

سائل؛ حافظ محمد انعام الحق رضوی، رحمن پور کٹیہار بہار

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوھاب : لڑکیوں کا ختنہ کرنا شرعا جائز و درست ہے لیکن یہ حکم ان بلاد کا ہے جہاں پر یہ رواج ہو ہمارے ہند میں ایسا نہیں ہے۔لہذا عمدہ وجہ چھوڑنا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ الختان سن للرجال ومکرم للنساء۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مردوں کا ختنہ سنت ہے، اور عورتوں کا لذت کی زیادتی کیلئے (ھکذا فتاوی افریقہ)

اندام زن کے دونوں لبوں کے بیچ جو گوشت پارہ تند و بلند سرخ رنگ مثل تاج خروس کے ہے اس میں سے ایک ٹکڑا کھال کا جدا کرتے ہیں یہ ختنہ زنان ہے جہاں اس کا رواج ہے مستحب ہے ان بلاد میں اس کا نشان نہیں۔اگر واقع ہوتو جہال ہنسیں، اور یہ مسئلہ شرعیہ پر ہنسنا اپنا دین برباد کرنا ہے تو یہاں اس پر اقدام کی حاجت نہیں۔خود ایک مستحب بات کرنی اور مسلمانوں کو ایسی سخت بلا میں ڈالنا پسندیدہ نہیں۔(فتاوی رضویہ جلد 22 کتاب الحظر ص 606)

لڑکیوں کے ختنہ کرنے کا تاکیدی حکم نہیں اور یہاں رواج نہ ہونے کے سبب عوام اس پر ہنسیں گے اور یہ ان کے گناہ عظیم میں پڑنے کا سبب ہوگا اور حفظ دین مسلمانان واجب ہے لہذا یہاں اس کا حکم نہیں اشباہ میں ہے: لایسن ختانہا وانما ھو مکرم ۔لڑکیوں کا ختنہ کرنا سنت نہیں بلکہ وہ ایک عمدہ کام ہے۔

الاشباہ والنظائر الفن الثالث ادارالقرآن کراچی/ منیۃ المفتی پھر غمز العیون میں ہے وانما کان الختان فی حقھا مکرم لانہ یزید فی اللذ لڑکیوں کے حق میں ختنہ ایک عمدہ فعل ہے کیونکہ اس سے لذت جماع میں اضافہ ہوتا ہے۔

غمز عیون البصائر شرح الاشباہ ادارالقرآن کراچی درمختار میں ہے: ختان المر لیس سن بل مکرم للرجال وقیل سن اہ وجزم بہ البزازی فی وجیزہ والحدادی فی سراجہ وقال فی الھندی عن المحیط اختلف الروایات فی ختان النسا ذکر فی بعضھا انہ سن ھکذا حکی عن بعض المشائخ وذکر شمس الائم الحلوانی فی ادب القاضی للخصاف ان ختان النسا مکرم۔

عورت کا ختنہ سنت نہیں بلکہ وہ مردوں کے لئے ایک اچھا طریقہ ہے۔اور یہ بھی کہا گیا کہ سنت ہے۔ اھ اور بزازی نے وجیز میں اس پر اظہار یقین کیا اور حدادی نے اپنی سراج میں اور فتاوی عالمگیری میں محیط سے نقل کیا ہے کہ عورتوں کے ختنہ میں اختلافات روایات ہے، چنانچہ بعض میں یہ ذکر کیا گیا کہ وہ سنت ہے۔ چنانچہ بعض مشائخ سے اسی طرح حکایت کی گئی، اور شمس الائمہ حلوانی نے خصاف کی ادب القاضی سے ذکر کیا کہ عورتوں کا ختنہ عمدہ فعل ہے۔(اھ،

درمختار مسائل شتی مطبع مجتبائی دہلی/ فتاوی ہندیہ کتاب الکراہی الباب التاسع عشر نورانی کتب خانہ پشاور)

لیکن ہمارے یہاں کے ہندو لوگ اس کو نہیں پہچانتے، لہذا اگر یہاں کوئی ایسا کرے تو لوگ اس کو ملامت کریں گے اور اس کا مذاق اڑائیں گے۔لہذا عمدہ وجہ اسے چھوڑ دینا ہے تا کہ لوگ ایک حکم شرعی کے ساتھ ہنسی مذاق میں مبتلا نہ ہوجائیں۔(فتاوی رضویہ جلد 22 کتاب الحظر) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی　　　الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

بغیر حلالہ کے بیوی کو رکھنا شرعا کیسا ہے اور رکھنے والے پر کیا حکم عائد ہوگا؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

السوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ زید کی بیوی بدچلن تھی بعد شادی دوسرے سے تعلق رکھتی تھی جب اس کے شوہر کو معلوم ہوا تو اس نے بذریعہ کوٹ طلاق دی پھر وہ عورت دوسرے کے ساتھ فرار ہوگئی کچھ دنوں کے بعد وہ

عورت واپس آئی اورشوہراول کے ساتھ رہنے لگی اب معلوم کرنا یہ ہے کہ بغیر حلالہ کے زید نے اپنی بیوی کو رکھ لیا جبکہ وہ طلاق دے چکا تھا شریعت کا حکم بیان کریں۔

المستفتی اقراراحمدعلی پورہ انٹیاٹھوک بازار

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: جیسا کہ آپ کے سوال میں ہے کہ زید نے اپنی بیوی کوطلاق دی اگر اس نے تین طلاقیں دی تو طلاق مغلظہ واقع ہوگی اورعورت مرد پر ہمیشہ کے لے حرام ہوگی تین طلاق کے بعد بغیر شرعی طریقے کے مردوعورت کا ہم بستری وغیرہ کرنا صریح حرام وناجائز ہے اور ایسی صلح کی کوشش کروانے والے بھی گناہ میں برابر کے شریک ہیں

ارشاد باری تعالی ہیفاِن طلقھا فلا تحِل له مِن بعد حت تنح زوجا غیرہ-فاِن طلقھا فلا جناح علیھما ان یترا اجعااِن ظنا ان یقیما حدود اللّٰہِ۔

پھر اگرشوہر بیوی کو (تیسری) طلاق دیدے۔} تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر حرمتِ غلیظہ کے ساتھ حرام ہوجاتی ہے،اب نہ اس سے رجوع ہوسکتا ہے اور نہ دوبارہ نکاح جب تک یہ نہ ہو کہ عورت عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ دوسرا شوہر صحبت کے بعد طلاق دے یا وہ فوت ہوجائے اورعورت پھر اس دوسرے شوہر کی عدت گزارے حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگرعورت مدخولہ ہےتو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعدعورت کسی اور سے نکاح صحیح کرے اور یہ شوہر ثانی اس عورت سے وطی بھی کر لے اب اس شوہر ثانی کے طلاق یا موت کے بعد عدت پوری ہونے پر شوہر اول سے نکاح ہوسکتا ہے اور اگرعورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فورا دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے کہ اس کے لیے عدت نہیں۔(بہارشریعت جلددوم حصہ 8 صفحہ نمبر 177 مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

آپ کا کہنا کہ زید نے اپنی بیوی کو بغیر حلالہ کے رکھا ہے تو اس پر شریعت کا کیا حکم لگے گا؟ تو مسلمانوں کو چاہئے کہ زید کو اس کے بارے میں مسئلہ بتائے اور سمجھائے کہ اس طرح بیوی کو رکھنا درست نہیں۔سمجھ جائے تو دونوں کو الگ ہونے کا حکم دے۔ورنہ اس کا بائیکاٹ کریں بائیکاٹ نہ کرنے کی صورت میں وہ سب بھی گنہگار ہونگے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہیواِما ینسِینك الشیطن فلا تقعد بعدالذِکری مع القومِ الظلِمِین القرآن پارہ رکوع قرآن کی آیت مبارکہ سے صاف واضح ہے کہ جس نے بھی زید کو اپنے گھر دعوت میں بلایا اس سے تعلق رکھا وہ بھی گنہگار رہوا۔(کھذا فتاوی فیض الرسول جلددوم ص200)

لھذا وہ دونوں میاں بیوی فورا الگ ہوجائیں اور اب تک بغیر نکاح کے رہنے کی وجہ سے زنا کے مرتکب تھے فورا توبہ کریں مسجد میں لوٹا چٹائی یا مسجد میں نل لگوادے چٹائی مصلی وغیرہ دے دے کہ یہ چیزیں قبول توبہ میں معاون ہوتی

ہیں) یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلائیں اور محفل ومیلاد کریں اور علانیہ توبہ کریں اب اگر یہ دونوں ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو پہلے حلالہ کروائیں۔ بعدہ دونوں میاں بیوی ساتھ میں رہیں اگر ایسا یہ نہیں کررہے ہیں تو پورا گاؤں ان کا بائیکاٹ کرے اور ان سے رشتہ منقطع کریں جو ایسا نہ کرے اور انکا ساتھ دیں مسلمانوں کو چاہیے ان سے بھی سلام وکلام طعام سب بند کریں۔ واللہ اعلم بِالصواب

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

ناپاکی کی حالت میں غوث پاک رضی اللہ عنہ کا نام لینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

السوال: زید کہتا ہے کہ کیا غوث اعظم کا نام ناپاکی کی حالت میں کوئی لے لیتا ہے تو وہ مرجاتا تھا آپکے زمانہ میں کیا ایسی کوئی روایت ہے جواب ضرور دیں علما کرام ومفتیان کرام باحوالہ المستفتی نسیم اشرف

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب: سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی شان جلالت ابتدا میں آپ کو بہت جلال تھا اتنا کہ کوئی خوف کے مارے آپ کا نام بلا وضو نہ لیتا تھا کہ فورا نقصان پہنچ جاتا تھا جس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ لیتے تھے ختم ہوجاتا تھا مگر آپ نے رسولِ کریم ﷺ کی ہدایت پر جلال ترک کردیا پھر تو یہ حالت تھی کہ ہر وقت شانِ جمالی میں رہتے۔ سب سے خلق وملاطفت سے پیش آتے۔ کسی پر غصہ نہ کرتے۔ روزانہ ہزار ہا افراد آپ سے مرید ہوتے تھے اور دور دور سے آکر آپ کے دست حق پرست پر توبہ کرتے۔ (سیر الاخیار محفلِ اولیا صفحہ 213 مولف حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی تدوین جدید پروفیسر محمد نصر اللہ معینی مکتبہ کتب خانہ امجدیہ مٹیا محل دہلی)

اور تفریح الخاطر میں گلزار معانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابتدا میں حضرت غوث صمدانی قطب ربانی قدس سر النورانی پر جلالیت کی صفت غالب تھی اس لئے جو شخص جو بغیر وضو آپ کا نام لیتا ہلاک ہوجاتا ایک روز آپ کو حضور دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا اس حالت کو ترک کردو، کیوں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ میرا اور خدا کا نام بے وضو لیں گے۔

آپ نے حضور دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم کھا کر اس حالت کو ترک کردیا۔ بعض علما کا قول ہے کہ آپ کی جب یہ حالت لوگوں میں مشہور ہوئی اور کوئی شخص موت کے خوف سے آپ کا نام بے وضو نہیں لیتا تھا تو اولیائے بغداد نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی لوگوں پر رحم کیجئے اور انکو اس سختی سے چھڑائیے آپ نے فرمایا میں

تو اس حالت کو پسند نہیں کرتا مگر خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ تم نے میرے نام کی تعظیم کی تو ہم نے تمھارے نام کی عظمت عطا فرمائی مشائخ کا قول ہے کہ جو شخص آپ کا نام بے وضو لے وہ تنگ دستی و مفلسی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جو آپ کے نام کی نذر مانے اسے فوراً ادا کر دینا چاہیئے تاکہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے۔ (تفریح الخاطر فی مناقب سید عبدالقادر صفحہ 29 مصنف الشیخ عبدالقادر اربلی مترجم عارف نوری مکتبہ انوار القرآن پبلی کیشنز اردو بازار لاہور ھکذا کرامات غوث الاعظم صفحہ 94 مصنف ابوالطیب محمد شریف نقشبندی مکتبہ ضیاالقرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی پاکستان)۔ واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

امام کس طرف منھ کر کے دعا کرے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ السوال عرض ہے کہ امام کس طرف منہ کر کے دعا کرے اس پر کوئی مدلل پوسٹ ہو تو عنایت کریں

المستفتی سید شبیر

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: امام کو ہر جہت میں رخ کر کے بیٹھنا جائز ہے ہاں داہنی جانب پھر جانا افضل ہے قبلہ رو بیٹھے رہنا مکروہ تنزیہی ھے اور جس وقت مقتدی نماز پڑھ رہا ہو تو اسکے رخ پر رخ نہ چاہیئے کیونکہ نماز کے بعد انحراف چاہیے خواہ جنوبا کرے، یا شمالاً اور اگر جنوبا یا شمالاً انحراف کا موقع نہ ہو تو قبلہ کو پشت کرے اور نمازیوں کی طرف منھ لیکن اس کے لئے یہ یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ کوئی سامنے نماز میں نہ ہو، اگر چہ وہ کسی پچھلی صف میں نماز پڑھتا ہو البتہ داہنی طرف پھرنا اولی ہے کہ ہر بات میں تیامن مستحب ہی غنی شرح منیہ میں ہے کہ اذا تمت صلو الامام فهو مخير ان شا انحرف عن يساره جعل القبل عن يمينه وان شا انحرف عن يمينه وجعل القبل عن يساره وهذا اولى وان سا استقبل الناس بوجهه وهذا اذا لم يكن بحذائه مصل حتى لو كان بحذائه مصل لا يستقبلهم بل ينحرف يمنه او يسر سوا وكان ذالك المصلي في الصف الاول قريبا من الامام او في الصف الاخر بعيدا عنه اذا لم يكن بينهما حائل اه ملحضا۔

یعنی جب امام کی نماز پوری ہوگئی تو اسے اختیار ہے چاہے بائیں طرف پھر جائے اور قبلہ داہنی طرف ہو جائے یا داہنے طرف پھر جائے اور قبلہ بائیں طرف ہو جائے اور یہ افضل ہے اور اگر چاہے نمازیوں کی طرف منہ کرے، اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ امام کے سامنے کوئی نمازی نہ ہو، اگر سامنے کوئی نماز میں ہے تو نمازیوں کی طرف منہ نہ کرے۔ بلکہ دائیں یا بائیں گھوم جائے، چاہے وہ نمازی پہلی صف میں امام سے قریب ہو، یا آخری صف میں امام سے دور ہو جبکہ ان دونوں کے درمیان کوئی حائل نہ ہو اھ (غنی شرح منیہ باب صف الصلا صفحہ نمبر 340 فتاوی مرکز تربیت افتا جلد اول صفحہ

نمبر114)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں سلام کے بعد سنت یہ ہے کہ امام داہنے بائیں کو انحراف کرے اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی منھ کرکے بیٹھ سکتا ہے، جب کہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نہ ہو (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 541)

اور حضور سیدی سرکار کنز الکرامت جبل الاستقامت غواص بحر معرفت امام احمد رضا خان فاضل محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں جہت قبلہ ہر جگہ افضل ہے مگر امام کے لئے کہ بعد سلام اسے قبلہ رو رہنا مکروہ ہے داہنے یا بائیں پھر جائے یا مقتدیوں کی طرف منہ کرلے اگر سامنے کوئی نماز نہ پڑھتا ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد 6 کتاب الصلوص 186)۔ واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی　　　الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

امام کے سمجھانے پر لوگ ناچ گانے سے بعض نہ آئیں تو ان پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

السوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں زید ایک گاں میں امامت کرتا ہے اور لوگوں کو برائی سے بچنے کی اور بھلائی کرنے کو کہتا ہے مگر گاؤں کے چند لوگ اس طرح ہیں کہ امام صاحب کی بات کو ان سنی کر دیتے ہیں اور شریعت کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے جب کہ امام صاحب نے غیر مسلم کے یہاں کھانے سے روکا مگر لوگ پھر بھی نہیں مانے غیر مسلم کے یہاں شادی بیاہ میں خوب کھاتے ہیں اور رنڈیوں کا ناچ بھی دیکھتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ناچتے بھی ہیں اور ان پر روپیہ بھی خوب لٹاتے ہیں اور اس ناچ میں مرد عورت سبھی لوگ جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور روکنے پر کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے ہماری بہت گہری دوستی ہے اور نماز کے لئے وقت نہیں ملتا جب نماز کے لئے کہا جائے تو کہتے ہیں کہ ارے پڑھ لینگے اور کچھ لوگ تو ایسے بھی ہیں جو جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتے تو ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو پانچ وقت کی نماز چھوڑ دیا ور جمعہ کی بھی نماز نہ پڑھے اور ناچ دیکھیں اور رنڈیوں کے ساتھ ناچے اور رنڈیوں پر روپیہ لٹائے جس میں دیکھنے میں عورتیں بھی شامل ہوں تو ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب

عنایت فرمائیں کرم ہوگا

المستفتی صوفی محمد عرفان رضا قادری گونڈوی۔ 2021,1,3

وعلیکم السلام ورحم اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: جیسا کہ آپ کے سوال میں ہے کہ امام صاحب لوگوں کو ناچ گانے سے منع کرتے ہیں اور نماز کا حکم دیتے ہیں اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا دین کا بڑا استون ہے اس کے لئے اللہ تعالی نے تمام انبیا کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اگر اسے بالکل ترک کر دیا جائے اور اس کے علم وعمل کو بیکار چھوڑ اجائے تو غرض نبوت بیکار اور دیانت مضمحل اور سستی عام گمراہی تام اور جہالت شائع اور فساد زائد اور فتنہ بپا ہو جائے گا بلاد خراب اور بندگان خدا تباہ ہو جائیں گی۔

اسی لیے اللہ تعالی نے قرآن مجید والفرقان حمید میں ارشاد فرمایا: كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون (سورہ مائدہ) **ترجمہ** جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے نیز ارشاد فرماتا ہے: لو لا ينهھم الربنيون و الاحبار عن قولهم الاثم و اكلهم السحت لبئس ما كانوا يصنعون (سورہ مائدہ) **ترجمہ** انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے، بیشک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں اگر امام منع کرنے کی طاقت رکھتا تھا اور منع نہ کیا تو بہت بڑا گنہگار ہوا اور اگر صحیح معنوں میں فتنہ وفساد کا خوف تھا (جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ مدرسہ سے نکال دیتے ہیں تقریبا ہر مدرسہ کا یہی معاملہ ہے) تو ایسی صورت میں اس فعل کو دل سے برا جانے۔

صورت مستفسرہ میں امام اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہے مذہب اسلام میں لہولعب ڈھول، باجا ناچ گانا اور فلم ڈرامہ رنڈی پر پیسہ اڑانا مزامیر ہمیشہ سے حرام رہے ہیں اور ہمیشہ حرام رہیں گی جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لیکولن فی امتی اقوام یستحلون الحرر و الحرایرا و الخمر والمعازف **یعنی** ضرور میری امت میں ایسے لوگ ہونے والے ہیں جو زنا، ریشمی کپڑوں، شراب، اور باجوں تاشوں کو حلال ٹھرائیں گے (صحیح بخاری، جلد، کتاب الاشربہ، صفحہ) ایک دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا ظهرت القينات والمعازف،، یعنی قیامت کے قریب ناچنے گانے والیوں اور باجے تاشوں کی کثرت ہو جائے گی (ترمذی شریف، مشکوا اشراط الساع صفحہ 470)

فتاوی عالمگیری میں ہے: السماع والقول الرقص الذی يفعله التصوف فی زماننا حرام لا يجوز القصد اليه والجلوس عليه۔ **یعنی** سما، قوالی، رقص، (ناچ) ہیں خلاصہ یہ کہ دور حاضر میں ناچ دیکھنا اور طواف پر پیسہ لٹانا ناجائز وحرام ہے (ماخوذ۔ غلط فہمیاں اورانکی اصلاح)

جیسا کہ فتاوی فیض الرسول میں ہیکہ رنڈی بازی اور شراب خوری کرنا حرام قطعی ہے جو شخص ان افعال کا عادی ہے وہ سخت گنہ گار ہےاور ظالم جفا کار ہے مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان حرام افعال سے دور رہنے پر مجبور کریں اگر وہ ان برائیوں سے باز نہ آئے تو اس کا بائیکاٹ کریں۔ قال اللہ تعالی، واما ینسینك الشیطان فلا تقعد بعدی الذکر من القوم الظالمین۔ (پارہ7 رکوع14 فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ نمبر 519/520)

رہی بات ایسے شخص کے یہاں کھانے پینے کی تو اگر وہ شخص سچی توبہ کرلیا ہوتو بلا تامل کھا پی سکتے ہیں جبکہ کھانا پانی حلال وطیب ہواور عدم توبہ کی صورت میں شریف لوگوں کو ایسے شخص کے یہاں نہ کھانا پینا ہی بہتر ہے تاکہ عبرت ہواور رہی بات نماز کی ایمان وتصحیح عقائد کے بعد جملہ حقوق اللہ میں سب سے اہم واعظم نماز ہے جمعہ وعیدین یا بلا پابندی پنجگانہ پڑھنا ہرگز نجات کا ذمہ دار نہیں جس نے قصدا ایک وقت کی نماز چھوڑی ہزاروں برس جہنم میں رہنے کا مستحق ہوا، جب تک توبہ نہ کرے اور اس کی قضا نہ کرلے، مسلمان اگر اس کی زندگی میں اسے یکلخت چھوڑ دیں اس سے بات نہ کریں، اس کے پاس نہ بیٹھیں، توضرور اس کا سزاوار ہے اللہ تعالی فرماتا ہے: واما ینسینك الشیطن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم المظلمین۔

اگر واقعی گاوں کے لوگوں کے اندر یہ برائی پائی جاتی ہو یعنی ناچ دیکھنا رنڈی پر پیسہ لٹانا نماز نہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ تو پورا کا پورا گاوں امام صاحب کی بات مان کر فورا اپنے ان گناہوں سے توبہ کریں اور ناچ گانا چھوڑ کر فورا نمازی ہوجایں اور کچھ لوگ توبہ کرلیں اور کچھ لوگ نہ کریں تو بقیہ لوگ توبہ نہ کرنے والے پر دباو بنایں اگر وہ توبہ نہ کریں تو سب کے سب ان سے رشتہ منقطع کریں سلام وکلام کھانا پینا رشتے داری کرنا بند کردیں کافروں سے گہری دوستی رکھنا تو دور کی بات بلکہ مسلمانوں کو ان سے اجتناب ضروری ہے۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں اولا تو مسلمانوں کو مطلقا کافروں سے اجتناب چاہئے، نہ کہ ان کفار سے اتنا خلط کہ ان کی دعوت میں شرکت ہو۔ جن کے یہاں جانا اور کھانا عرفا بھی نہایت قبیح ہے اور ان کی کمائی بھی جائز نہیں۔ (فتاوی امجدیہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۸)

لہذا کافروں کے یہاں دعوت کھانا ان کی تقریب میں یعنی شادی وغیرہ میں شرکت کرنا دعوت کھانا جائز نہیں البتہ دور حاضر میں کچھ وجوہات ایسے ہیں کہ مسلمان اگر کافروں سے بالکل اجتناب کریں گے تو ان کے جان ومال کے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے تو بوجہ مجبوری شرکت کرسکتے ہیں لیکن اس بات کا خیال رہے کہ کوئی کام ان کے ساتھ ایسا نہ کرے جو اسلام کے منافی ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے کہ کفار کی دوستی میں ناجائز وحرام کام کرتے ہیں ایسوں کے لئے دردناک عذاب ہے اللہ سے ڈریں اپنی عاقبت کا فکر کریں واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

شکل کا بگاڑنا کیسا ہے؟

سوال کیا فرماتے ہیں علماے کرام کی شکل پر کلر وغیرہ لگانا جیسے کہ شیر چیتے کی صورت بناتے ہیں یا سیاہی سے منھ پر مونچھ وغیرہ بناتے ہیں اس طرح شکل بنانا کیسا ہے۔ سائل عبداللہ

الجواب بعون الملك الوهاب: شکل خراب کرنا حرام ہے اس لئے کہ صورت بگاڑنا مثلہ ہے اور مثلہ حرام ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **"ولو کان المسافر فی طین وردغة لا یجد ماء ولا صعیدا ولیس فی ثوبه وسرجه غبار یلطخ ثوبه أو بعض جسده بالطین فاذا جف تیمم به ولا ینبغی أن یتیمم ما لم یخف ذهاب الوقت لأن فیه تلطخ الوجه من غیر ضرورة فیصیر بمعنی المثلة"**

یعنی کوئی مسافر شخص کسی کیچڑ اور دلدل جیسی جگہ میں ہو، جہاں نہ پانی دستیاب ہے نہ خشک مٹّی، نہ ہی کپڑے یا زِین پر غبار ہے، تو اپنے کپڑے یا جسم کے کسی حصّے پر کیچڑ لگا لے، جب خشک ہو جائے، تو اس سے تیمم کرے اور جب تک وقت نکلنے کا اندیشہ نہ ہو، اس سے تیمم نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس میں بلاضرورت، چہرہ آلودہ ہو کر مثلہ (صورت بگاڑنے) کے معنی میں ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، جلد 1 صفحہ 27، مطبوعہ کوئٹہ)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوٰی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ''منہ کیچڑ سے سانناصورت بگاڑنا ہے اور صورت بگاڑنا مُثلہ اور مُثلہ حرام ہے، یہاں تک کہ جہاد میں حربی کافروں کو بھی مُثلہ کرنا صحیح حدیث میں منع فرمایا، جن کے قتل کا حکم فرمایا اُن کے بھی مثلہ کی اجازت نہیں دی۔ افسوس اُن مسلمانوں پر کہ باہم کھیل میں ایک دوسرے کے منہ پر کیچڑ تھوپتے ہیں یا ہنسی سے کسی کے سوتے میں اس کے منہ پر سیاہی لگاتے ہیں، یہ سب حرام ہے اور اس سے پرہیز فرض۔'' (فتاوٰی رضویہ، جلد 3 صفحہ 667، رضا فاؤنڈیشن لاھور)۔ واللہ اعلم

کتبہ فقیر محمد اسماعیل خان امجدی　　　الجواب صحیح فقیر محمد اختر علی واجد القادری

☆☆☆

جس گھر میں کوئی انتقال کر جائے تو وہاں مہمانوں کو اور محلے والوں کو کھلانا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علما کرام ومفتیان ذی الاحترام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ زید کے گھر میت ہوئی ہوتو زید کا بھانجا کے گھر کھانا بناہے تو تومہمان آئیں ہوئے ہیں ان کو کھلا رہے ہیں اور ان مہمانوں کو کھلانے کے بعد اب زید کا بھانجا محلے والوں کو کھلا رہے ہیں تو کیا ان کے گھر کھا سکتے ہیں یا نہیں اور زید کے بھانجا کا ایسا کرنا عندشرع کیسا ہے مدلل جواب سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی محمد ارمان رضا رضوی ضلع مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: زید کا بھانجا جو کھانا مہمانوں کے لئے پکایا ہے مہمان کے کھانے کے بعد اگر بچ گیا تو محلے والوں کو کھلا رہا ہے تو کھا سکتے ہیں۔ہاں دعوت شادی کی طرح کھلانا ناجائز وبدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت ہے نہ کہ غم کے وقت۔

شامی میں ہے: "یکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لا فی الشرور وهی بدعة مستقبحة (ردالمحتار ج ۲ ص ۲۴۰)

ہندیہ میں ہے: "لا یباح اتخاذ الضیافة عند ثلاثة ایام کذا فی التاتارخانیة اه" (فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۷)۔وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

کتبہ فقیر محمد اسماعیل خان امجدی　　　　الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

دولوگوں کا جسم پیدائش سے ہی ایک میں جڑا ہوا ہے تو وہ نکاح کیسے کریں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علمائے کرام کے بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ دولڑکی ہیں اور ایک دوسرے سے جوائن ہے مطلب ایک دوسرے سے آپس میں جوڑے ہوئے ہیں تو انکا نکاح کس طرح پڑھایا جائے گا۔

المستفتی حافظ صابر حسین

الجواب بعون الملك الوهاب: دونوں جڑواں انسان اگر مرد ہیں تو ان دونوں کا کسی ایک عورت سے نکاح جائز نہیں اور اگر دونوں جڑواں عورتیں ہیں تو وہ دونوں بہنیں ہوئیں، کسی کا دو بہنوں سے نکاح جائز نہیں اور اگر وہ

جڑواں ایک مرد اور ایک عورت ہو تو کسی مرد یا عورت کا دونوں سے نکاح صحیح نہیں۔ اور اگر ایک سے نکاح کیا جائے تو دوسرے سے پردہ پوشی کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنا مشکل ہے۔ اس لئے جو جڑواں مستقل ہوں انہیں علیحدہ نہیں کیا جا سکتا ہے تو ان کی شادی شرعاً مشکل ہے اب انکے لئے حکم یہ ہے کہ حصولِ استطاعت کا انتظار کریں اور اپنے رب سے انابت واستغفار کریں اور کثرت سے روزہ رکھیں روزہ رکھنے سے نفس کنٹرول میں رہتا ہے۔ ایسے واقعات نادراً پیدا ہوتے ہیں اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو عادۃً زندہ نہیں رہتے اگر بالفرض یہ صحیح بھی ہو شریعت مطہرہ نے کوئی مسئلہ لا جواب نہ چھوڑا، بھلا یہ صورت تو بہت بعید ہے فرض کیجئے جو عورت ابتدائے بلوغ سے معاذ اللہ جذام و برص میں مبتلا ہوا اور اس کے ساتھ ایسی کریہیہ المنظر کہ اسے کوئی قبول نہ کرتا نہ کہ بحالت جذام، اس کے لیے کیا صورت ہوگی، اسے شرع کیا حکم دے گی، ہاں اسے عفت وصبر کا حکم فرماتی ہے اور روزوں کی کثرت اس کا علاج بتاتی ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔:**لیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیھم اللہ من فضلہ***جو نکاح کی طرف کوئی راہ نہ پائیں وہ بچے رہیں جب تک اللہ اپنے فضل سے انھیں بے پرواہ کردے* القرآن*

* رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وِجَا۔**

اے گروہ نوجوانان تم میں جسے نکاح کی طاقت ہو وہ نکاح کرے کہ نکاح پریشان نظری و بدکاری روکنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے اور جسے ناممکن ہو اس پر روزے لازم ہیں کہ کسر شہوت نفسانی کر دیں گے۔

صحیح البخاری کتاب النکاح قدیمی کتب خانہ پشاور ۲/۷۵۸

صحیح مسلم کتاب النکاح قدیمی کتب خانہ پشاور ۱/۴۴۹

یہی حکم وعلاج اس عجوبہ خلقت کے لیے ہوگا، اس کی نظیر وہ سوال ہے کہ جہاں عرض تسعین کی نسبت کیا کرتے ہیں جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہے کہ وہاں رمضان کے روزے کیسے رکھیں حالانکہ وہاں انسانی آبادی کا نام نہیں کہ اسی درجے عرض سے آگے لوگوں کا گزر بھی نہیں کہ ہمیشہ کی ہر آن برف باری نے وہاں سمندر کو دلدل کر رکھا ہے، نہ پانی رہا کہ جہاز گزرے، نہ زمین ہو گیا کہ آدمی چلیں بلکہ ستر درجے آگے سے آبادی کا پتا نہیں، وہاں جبکہ چھ چھ مہینے دن رات ہیں بلکہ قطب شمالی میں چھ مہینے نو دن کا دن اور نو دن سے کم چھ مہینے کی رات، اور قطب جنوبی میں بالعکس، اس لیے کہ اوج آفتابی شمالی اور حضیض جنوبی ہے اور اس کی رفتار اوج میں سست اور حضیض میں تیز ہے، پھر یہ نہار ولیل نجیمی ہے، عرفی لیجئے تو نصف قطر آفتاب اور حصہ انکسار بڑھ کر مقدار نہار میں اور بہت سے دن بڑھ جائیں گے، اور نہار شرعی کے لیے اٹھارہ درجے کا انحطاط لیجئے تو کئی مہینے مقدار نہار میں شامل ہو کر رات بہت کم رہ جائے گی اور وہاں قمر وغیرہ کسی کوکب کا طلوع وغروب حرکت شرقیہ فلکیہ سے نہیں بلکہ صرف اپنی حرکت خاصہ سے جب منطقہ سے شمالی ہوگا قطب شمالی میں طلوع

کرے گا اور جب تک شمالی رہے گا طالع رہے گا پھر جب جنوبی ہوگا غروب کرے گا اور جب تک جنوبی رہے گا غارب رہے گا اور اس ظہور وبطون کے لیے کوئی تعیین نہیں کہ قمر اس وقت اجتماع میں ہو یا استقبال میں تربیع میں ہو یا شکل ہلال میں، تو سال کے بارہ دن رات جو قمر نے پائے ان میں حساب انتظام اہلہ وشہور

نامقدور، اور اگر حکما صورت تقدیر واندازہ لیجئے بھی جس طرح دربارہ ایامِ طوال دجال نمازوں کے لیے ارشاد ہوا تو وہی قرآن عظیم جس نے " فمن شهد منكم الشهر فليصمه ۔ جوتم میں سے ماہ رمضان کو پائے تو اس کا روزہ رکھے ۔ وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين

جو روزہ کی استطاعت نہ رکھے تو مسکین کا کھانا فدیہ میں دے یعنی جنھیں روزے کی قدرت نہ ہو ان پر بدلہ ہے ہر روزے کے عوض ایک مسکین کا کھانا اور جن کو اس کی بھی استطاعت نہ ہو وہ حصولِ استطاعت کا انتظار کریں اور اپنے رب سے انابت واستغفار کریں ۔ لا يكلف الله نفسا الا وسعها ۔ خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتا

(القرآن، فتاوی رضویہ جلد 11 کتاب النکاح ص220*)

جب خدا کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتا تو چاہیے ایسے لوگ رکے رہیں شادی نہ کریں ۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی　　　الجواب صحیح فقیر محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

خنثی جانور کو ذبح کر کے کھا سکتے ہیں لیکن اسکی قربانی جائز نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے اور وہ یہ ہے ایک بکری ہے ایک سال کے اوپر کی ہے یعنی اس کی عمر ایک سال سے زیادہ حضور پوچھنا یہ ہے اس کو دیکھنے سے یہ پتا نہیں چلتا یہ بکرا ہے یا بکری، کہنے کا مطلب یہ جو بکرا بکری ہونے کی نشانی ہوتی ہے ان میں سے ایک بھی نشانی نہیں پائی جاتی ہے تو کیا اب اس کو ذبح کر کے کھا سکتے ہیں یا نہیں اس کا گوشت کھانا کیسا ہے اب اس کے ساتھ کیا کیا جائے ۔ حضور کوئی طریقہ بتائیں عین وکرم ہوگا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: خنثیٰ کہ نر و مادہ دونوں کی علامتیں رکھتا ہو، دونوں سے یکساں پیشاب آتا ہو، کوئی وجہ ترجیح نہ رکھتا ہو ایسے جانور کو ذبح کر کے کھا سکتے ہیں، البتہ ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں کہ اس کا گوشت کسی طرح پکائے نہیں پکتا ۔

درمختار میں ہے: ولا بالخنثى لان لحمها لا ينضج، شرح وهبانية

خنثٰی بکرے کی قربانی جائز نہیں کیونکہ اس کا گوشت پکتا نہیں،

*شرح وہبانیہ: در مختار " کتاب "الاضیحہ مطبع مجتبائی دھلی۔

*فتاوٰی عالمگیرویہ میں ہے :لاتجوز التضحية بالشاة الخنثٰى لان لحمها لاينضج، كذا في القنية۔ خنثٰی بکرے کی قربانی جائز نہیں کیونکہ اس کا گوشت پکتا نہیں،(قنیہ میں اسی طرح ہے: فتاوٰی ہندیہ کتاب الاضحیۃ الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور۔ھکذا فتاوی رضویہ جلد۲۰ کتاب الغضب)

اور حضور مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ایسی بکری جو نر بھی نہ ہو خنثٰی ہو کہ جس میں نر و مادہ کی دونوں علامتیں پائی جاتی ہوں تو اس جانور کی قربانی جائز نہیں۔(فیض الرسول جلد دوم صفحہ ٤٦١)

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

حالت نماز میں رونا شرعا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

*کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ نماز پڑھتے ہوئے رونا کیسا ہے ایسا رونا کہ جس سے آنسوں باہر نکل کر گر جائیں سائل کی اس سے مراد خوف خدا کی وجہ سے آنسوں کا نکلنا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یا کسی صحابی یا بزرگان دین کے متعلق ایسا کوئی واقعہ درپیش آیا ہو تو اسکو بھی لکھ دیں مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں عین ونوازش ہوگی۔

المستفتی الفقیر شمس الدین احمد رضوی خلیلی امروہوی*

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الجواب بعون الملك الوهاب: اگر خوفِ خدا اور خُشُوع وخُضُوع کی وجہ سے رو رہا ہے تو بہت سعادت کی بات ہے اس طرح نماز میں بہتری تو آئے گی مگر کوئی خرابی نہیں آئے گی۔

*عن مطرف عن أبيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي، وفي صدره أزيز كأزيز الرحى من البكاء (سنن أبي داؤد ١/١٣٠ رقم: ٩٠٤، سنن النسائي ١/١٣٥ رقم: ١٢١٠)

*وفی الخانیة فحصل له حروف فإن كان من ذكر الجنة أو النار فصلاته تامة، وإن كان من وجع أو مصيبة فسدت صلاته عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله، وعند أبي يوسف: إذا كان يمكنه الامتناع يقطع الصلاة وإذا كان لا يمكنه لا يقطع الصلاة (الفتاویٰ التاتارخانیة ٢/٢٢٢ رقم: ٣٣٣٢)

اگر امام کی آواز کے خوب صورت ہونے کی وجہ سے رو یا تب بھی حرج نہیں۔ ہاں اگر اس رونے کی وجہ سے

لفظ بن گیا اور حروف ادا ہو گئے تو نماز ٹوٹ جائے گی" اگر خُشُوع وخُضُوع کی وجہ سے رویا جس کی وجہ سے آواز پیدا ہوئی تب بھی حرج نہیں (بہار شریعت حصہ سوم ص ٦١٢ مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی شعبہ تخریج ناشر مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

اَمیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدُ نا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اس قدر روتے تھے کہ پچھلی صف میں رونے کی آواز آتی تھی [موسوعۃ ابن ابی دنیا، کتاب الرقۃ و البکاء،۳/۲۵۳،المکتب العصریۃ بیروت حلیۃ الاولیاء، عمر بن خطاب، ۸۸/۱، رقم:۱۳۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت]

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی　　　الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نعلین پاک پہن کر عرش پر تشریف لے گئے تھے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب بیان کرتے ہیں موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر تشریف لے جاتے تو حکم ہوتا نعلین اتار دو، لیکن جب ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش پر تشریف لے گئے تو آپ نے نعلین مبارک اتارنا چاہیں حکم ہوا اے محبوب نعلین پہن کر آؤ اس لیے کہ آپ نعلین پہن کر تشریف لائیں گے تو عرش کی زینت بڑھ جائے گی کیا یہ درست ہے؟

المستفتی محمد ارباز حنفی رضوی پورنپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: اس روایت کے بارے میں کچھ عرض کرنے سے پہلے ہم یہ بتانا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں کہ یہ روایت کس کتاب میں ہے، چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ نے قرآن کریم کی اس آیت اِنِّی اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ کے تحت تفسیر کرتے ہوئے اس واقعے کو تحریر فرمایا ہے اور بعض صوفیاے کرام کے نزدیک یہ روایت ثابت ہے لیکن علماے محققین نے اس روایت کو بے اصل اور باطل قرار دیا ہے، چنانچہ چند علما کے اقوال پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

امام اہل سنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان بریلوی نور اللہ مرقدہ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے۔ (احکام شریعت حصہ دوم، صفحہ نمبر 164)

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ یہ روایت محض باطل و موضوع ہے۔ (فی ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، صفحہ نمبر 293)

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، شارح بخاری، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: نعلین مقدس پہنے ہوئے عرش پر جانا جھوٹ اور موضوع ہے (جیسا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرفان شریعت، حصہ دوم، صفحہ نمبر 9 پر تحریر فرمایا ہے۔ اور فتاوی شارح بخاری، جلد اول، صفحہ نمبر 306 پر ہے)

ایک اور سوال کے جواب میں حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے جھوٹ اور موضوع ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ کسی حدیث کی معتبر کتاب میں یہ روایت مذکور نہیں، جو صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ نعلین پاک پہنے ہوئے عرش پر گئے، ان سے پوچھیے کہ کہاں لکھا ہے (ایضاً، صفحہ نمبر 307)

حضرت علامہ محمد عاصم رضا قادری مظفر پوری مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ تلاش کے باوجود فقیر کی نظر سے کوئی حدیث صحیح یا ضعیف نہیں گزری جس میں اس کا ثبوت ہو۔

البتہ "معارج النبوۃ" صفحہ نمبر 114 پر ہے: یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وقت معراج نور کی چادر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اوڑھا دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پائے اقدس میں زمرد پتھر سے بنا ہوا نعلین شریف پہنا دیے؛ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم شب معراج جو نعلین پاک پہن کر تشریف لے گئے وہ کوئی عام نعلین پاک نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا اور خاص اس رات کو آپ کے لیے بھیجا گیا تھا، مگر اس میں بھی واضح طور پر نعلین شریف پہن کر عرش پر تشریف لے جانا ثابت نہیں لہذا اس کے متعلق سکوت بہتر ہے۔ (فتاوی بریلی شریف، صفحہ نمبر 352)

حضرت علامہ مفتی محمد اسماعیل حسین نورانی مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ بعض صوفیائے کرام کے نزدیک یہ روایت ثابت اور درست ہے چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ نے تفسیر روح البیان میں اس روایت کو تحریر فرمایا ہے لیکن علمائے محققین اور محدثین نے اس روایت کو بالکل بے اصل اور باطل قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

قد سئل القزوینی عن وطئہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم العرش بنعلہ وقول الرب تقدس لقد شرفت العرش بذالک یا محمد ھل لہ اصل ام لا؟ فاجاب بما نصہ اما حدیث وطی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم العرش بنعلہ فلیس بصحیح ولا ثابت (الی قولہ) وکتب بعض المحدثین بعد کلام القزوینی المذکور ماذکرہ القزوینی ھو الصواب وقد وردت قصۃ الاسراء والمعراج عن نحو اربعین صحابیا لیس فی حدیث احد منھم انہ علیہ الصلاۃ والسلام کان فی رجلیہ تلک اللیلۃ نعل (جواھر البحار، جلد3، صفحہ نمبر 499، 500)

یعنی امام قزوینی سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عرش پر نعلین لے کر تشریف لے جانے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) آپ نے ان نعلین کے ذریعے عرش کو شرف بخشا ہے" کے بارے میں

پوچھا گیا کہ اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جہاں تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نعلین لے کر عرش پر تشریف لے جانے کا تعلق ہے تو یہ غلط اور غیر ثابت ہے بعض محدثین نے امام قزوینی کے اس جواب کے بارے میں لکھا کہ یہی درست ہے اور (یہ بات بھی قابل غور ہے کہ) معراج کا واقعہ تقریباً چالیس صحابہ کرام سے مروی ہے لیکن ان میں سے کسی بھی روایت میں یہ وارد نہیں کہ اس رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاؤں میں نعلین تھے۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ تحریر کردہ روایت کی کوئی اصل نہیں؛ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی احکام شریعت، حصہ دوم، صفحہ نمبر 166 پر اس روایت کو بے اصل اور موضوع قرار دیا ہے (انظر انوار الفتاوی، صفحہ نمبر 190)

اس پوری گفتگو سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ مذکورہ روایت بے اصل اور موضوع ہے لہذا اسے بیان کرنے سے بچنا لازم ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

ہندو کے ہوٹل میں جانور مسلمان ذبح کرے تو کیا اس ہوٹل میں کھانا کھا سکتے ہیں؟

علمائے کرام کے بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ ہوٹل ہندو کا ہے لیکن اس میں ہندو اور مسلم دونوں رہتے ہیں اور وہاں پر جو گوشت ملتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسلم ذبح کرتے ہیں تو اس طرح اس گوشت کو کھانا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی محمد انصار رضا گریڈیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئلہ میں اگر وہ گوشت مسلمان ہی ذبح کرتے ہیں اور وہی پکاتے ہیں تو بلا شبہ کھانا جائز ھے، یا ذبح تو مسلمان کرتے ہیں مگر پکاتے غیر مسلم ہیں لیکن مسلمان کی نظر سے گوشت اجھل نہیں ہوتا ھے تو اس صورت میں بھی کھانا جائز ھے۔

اور اگر غیر مسلم ذبح کرتے ہیں یا ذبح تو مسلمان ہی کرتے ہیں مگر گوشت مسلمان کی نگاہ سے اوجھل ہوکر پکتا ھے تو بلکل کھانا جائز نہیں۔ جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں

کہ ہندو کے ہاتھ کا پکا ہوا گوشت حرام ہے مگر اس صورت میں کہ مسلمان نے ذبح کیا اور اپنے آنکھ سے غائب ہونے نہ دیا اس کے سامنے پکایا اھ(فتاویٰ رضویہ جلد نہم نصف آخر صفحہ ۱۱۵)

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ہندو کے ہاتھ کا پکا ہوا گوشت حرام ہے اور باقی کھانے اس کے پکائے ہوئے ہوں تو جائز ہیں جبکہ پانی یا برتن میں خلط نجاست معلوم نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر ص ۱۱۵)

اور فرماتے ہیں ہندو کے یہاں کا گوشت کھانا حرام ہے اور دوسری چیز میں فتویٰ جواز اور تقوی احتراز امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "به ناخذ مالم نعرف شیئا بعینه (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف آخر ص ۱۶۳)

اور حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ہندوؤں کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا نجس نہیں مگر حتی الوسع مسلم کو ان کی پکائی ہوئی چیزوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

ہاں گوشت جس کو انھوں نے پکایا اور مسلمان کے وقت ذبح سے کھانے کے وقت تک کبھی وہ نظر سے غائب ہو گیا تو اس کا کھانا حرام ہے۔ (فتاوی امجدیہ جلد چہارم ص ۲۹۲ وھکذا فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ۳۱٤)

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی — الجواب صحیح مفتی محمد مشاہد رضا حشمتی

مردے کی آنکھوں میں سرمہ لگانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام ہی علماء کرام مفتیان عظام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ مردے کی آنکھوں میں سرمہ لگانا کیسا ہے بحوالہ جواب دیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی ناظر حسین رضوی انڈیا یوپی امروہہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی تاج الشریعہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میت کی آنکھوں میں سرمہ لگانا ناجائز ہے۔

ردالمحتار جلد۳ صفحہ۸۹ کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی القراءۃ عند المیت لما فی القنیة من ان التزئین بعد موتها والامتشاط و قطع الشعر لا یجوز. (فتاوی تاج الشریعہ جلد ٤ صفحہ ٤٩٣)

اور حبیب الفتاوی میں ہے: میت کو غسل دینے کے بعد سرمہ لگانا نہ چاہیے چونکہ میت کو نہ زینت کی ضرورت

ہے نہ آنکھوں کی حفاظت کی حاجت ہے لہذا یہ فعل عبث ہے سرمہ میت کو ہرگز نہ لگایا جائے۔(حبیب الفتاویٰ جلد۱/صفحہ ٥٤٥)

کتبہ:محمد اسماعیل خان امجدیؔ　　　　الجواب صحیح محمد معصوم رضا نوری

عورتوں کو عیدین کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

السوال حضور عید کی نماز عورت پر ضروری ہے کہ نہیں؟ تفصیل عنایت فرمادیں　　　　المستفتی محمد جاوید انور قادری ممبئ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: بہار شریعت میں ہے کہ عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیا یوہیں وعظ کی مجالس میں بھی جانا ناجائز ہے(۔بہار شریعت جلداول ص584)

البتہ اس کے بدلے عورتیں اپنے گھروں میں چاشت کی نماز پڑھے تو بہتر ہے

کتبہ:محمد اسماعیل خان امجدیؔ　　　　الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

کیا یہ روایت درست ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم میں کیڑے پڑ گئے تھے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ادب واحترام کے ساتھ علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے مسلہ یوں ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کو اللہ تعالی کی طرف سے ایک آزمائش آئی پھر وہ سخت بیمار ہوئے کیا انکے لئے ایسا کہنا صحیح ہے کہ اس بیماری کے دوران ان کے جسم مبارک میں کیڑے پڑ گیے کس حد تک یہ بات صحیح ہے اس کا جواب عنایت فرمائیں مع حوالہ　　　　سائل محمد ہلال کشمیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب : حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے جسم اقدس میں کیڑے پیدا نہیں

ہوئے تھے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں انبیا علیہم السَّلَام کے جسم کا برص وجذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفّر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔(بہار شریعت، حصہ 1، ص43)

اور تفسیر صراط الجنان میں ہے حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بیماری کے بارے میں علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں" عام طور پر لوگوں میں مشہور ہے کہ مَعَاذَ اللہ آپ کو کوڑھ کی بیماری ہوگئی تھی۔ چنانچہ بعض غیر معتبر کتابوں میں آپ کے کوڑھ کے بارے میں بہت سی غیر معتبر داستانیں بھی تحریر ہیں، مگر یاد رکھو کہ یہ سب باتیں سرتاپا بالکل غلط ہیں اور ہرگز ہرگز آپ یا کوئی نبی بھی کبھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا، اس لئے کہ یہ مسئلہ مُتّفق علیہ ہے کہ اَنبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کا تمام اُن بیماریوں سے محفوظ رہنا ضروری ہے جو عوام کے نزدیک باعثِ نفرت وحقارت ہیں۔ کیونکہ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کا یہ فرضِ منصبی ہے کہ وہ تبلیغ وہدایت کرتے رہیں تو ظاہر ہے کہ جب عوام ان کی بیماریوں سے نفرت کر کے ان سے دور بھاگیں گے تو بھلا تبلیغ کا فریضہ کیونکر ادا ہو سکے گا

الغرض حضرت ایوب عَلَیْہِ السَّلَام ہرگز کبھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ آپ کے بدن پر کچھ آبلے اور پھوڑے پھنسیاں نکل آئی تھیں جن سے آپ برسوں تکلیف اور مشقت جھیلتے رہے اور برابر صابر وشاکر رہے۔(عجائب القرآن مع غرائب القرآن، حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان، صفحہ 181، 182، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

یونہی بعض کتابوں میں جو یہ واقعہ مذکور ہے کہ بیماری کے دوران حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے جسم مبارک میں کیڑے پیدا ہوگئے تھے جو آپ کا جسم شریف کھاتے تھے، یہ بھی درست نہیں کیونکہ ظاہری جسم میں کیڑوں کا پیدا ہونا بھی عوام کے لئے نفرت وحقارت کا باعث ہے اور لوگ ایسی چیز سے گھن کھاتے ہیں۔

لہٰذا خطباء اور واعظین کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف ایسی چیزوں کو منسوب نہ کریں جن سے لوگ نفرت کرتے ہوں اور وہ منصبِ نبوت کے تقاضوں کے خلاف ہو۔(تفسیر صراط الجنان، سورہ الاسرا 83)

اور وقار الفتاوی میں ہے: حضرت ایوب عَلَیْہِ السَّلَام کے جسم پر ایسے کیڑے پڑنا تفسیروں میں منقول تو ہے مگر یہ واقعہ تمام مفسرین نے نقل نہیں کیا۔ بعض تفسیروں میں یہ واقعات لکھ کر اس واقعہ کی صحت کے متعلق یہ بھی لکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بھی واقعہ کے بارے میں شبہ تھا۔ انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ کسی ایسے مرض میں مبتلا نہیں فرماتا جس سے لوگوں کو نفرت ہو اس لئے جب تک کسی صحیح حدیث سے یہ واقعہ ثابت نہ ہو اس کا بیان کرنا ٹھیک نہیں۔(وقار الفتاوی، جلد 1، صفحہ 71)

اور فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے: حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش سے متعلق جو واقعات مشہور ہیں انہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ سے متعلق واقعات البتہ احادیث صحیحہ میں کیڑے پڑنے کا

ذکر کہیں نہیں ملتا۔ بیشک اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمائش میں ڈالا اور اس کے بعد آپ کے مقام رفعت میں بلندی عطا فرمائی (فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد2 کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ 395)

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی مشاہد رضا حشمتی

فاسق معلن کی اذان درست نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

السوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: جو شخص داڑھی کٹاتا ہو اور حد شرع سے کم رکھتا ہو، اس سے اذان کہلوائیں یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی شیخ صلاح الدین قاسم ضلع مراد آباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: ہر مسلمان کیلئے ایک مشت داڑھی رکھنا واجب اور اس سے کم کرنا یا پورا صفایا کر دینا یقیناً حرام ہے، اور جو شخص داڑھی ایک مشت سے کم رکھے یا پورا صفایا کر دے وہ فاسق ہوتا ہے، اور فاسق کی اذان کو دہرانے کا حکم ہے۔

بہار شریعت میں درمختار کے حوالے سے ہے: داڑھی بڑھانا سننِ انبیاء سابقین سے ہے، مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے، ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اسکو کٹوا سکتے ہیں (بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 585)

اور ایک دوسری جگہ ہے: فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اسکی اذان مکروہ ہے، اسکا اعادہ کیا جائے (بہار شریعت حصہ 3 صفحہ 466)

اور فتاویٰ رضویہ شریف میں امام عشق ومحبت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ، ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: فاسق کی اذان اگرچہ اقامتِ شعار کا کام دے مگر اعلام کہ اسکا بڑا کام ہے اس سے حاصل نہیں ہوتا، نہ فاسق کی اذان پر وقتِ روزہ ونماز میں اعتماد جائز، لہذا مندوب ہیکہ اگر فاسق نے اذان دی تو اس پر قناعت نہ کریں بلکہ دوبارہ مسلمان متقی پھر اذان دے۔

درمختار میں ہے: **جَزَمَ الْمُصَنِّفُ بِعَدَمِ صِحَّةِ اذانِ مجنونٍ و معتوهٍ و صبي لا يعقل قلتُ و كافرٍ و فاسقٍ لِعَدَمِ قبولِ قوله في الديانات۔** مصنف نے دیوانے، ناقص العقل، اور ناسمجھ بچے کی اذان کے بارے میں عدمِ صحت کا قول کیا ہے، میں کہتا ہوں کہ کافر وفاسق کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ امورِ دینیہ میں انکا قول قابلِ قبول

نہیں ،لہذا بہتر اور مناسب یہی ہیکہ اذان و اقامت کوئی با شرع داڑھی والا شخص ہی دے،اور اگر کوئی فاسق دیدے اور فساد کا اندیشہ نا ہوتو لوٹا لے ورنہ نہیں۔

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی مشاہد رضا حشمتی

غصے وجذبات میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام نائب پیغمبر اعظم رسول اللہ ﷺ کہ شوہر نے نشے کی حالت میں حاضرین کی موجودگی اور غصّے میں آکر جذبات میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ایک دو تین کا جملہ کہہ کر شوہر کے زبان سے لفظ طلاق کا جملہ نکل گیا یعنی اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی اور دوسری بات یہ کہ سرے عام حاضرین کی موجودگی اور سسرال والے خسر نے سنا لیکن جس شخص نے اپنے بیوی کو طلاق دیا اس وقت بیوی سامنے موجود نہیں تھی ایک کیلومیٹر سے زائد ڈیڑھ کیلومیٹر کی دوری پر گھر ہے لڑکی کا لوگوں نے اور خود لڑکی کے گھر والوں نے اپنی بیٹی سے کہا کی ایسا ویسا معاملہ پیش آیا ہے علمائے کرام ومفتیان دین کی بارگاہ میں عریضہ ہے کہ تشفی بخش جواب عنایت فرئیں۔ضروری نوٹ مع حوالہ اور اگر چہ طلاق واقع ہوگئی ہے تو عدّت کے متعلق بھی اس ناچیز حقیر کو تفصیلی جوابات دیں۔

سائل حقیر محمد عمران رضا خان خطیب وامام غوثیہ مسجد سمستی پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب: جیسا کہ آپ کے سوال میں ہے کہ غصے میں جذبات میں نشے میں بیوی کو تین طلاق دی اور حاضرین نے بھی سنا تو اب طلاق مغلظہ واقع ہوگی اگر چہ بیوی نے نہیں سنا اب بغیر حلالہ اسکی بیوی اسکے لئے جائز نہیں۔

حالت نشہ میں طلاق واقع ہوجاے گی۔**طلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ ھو مذھب اصحابنا**

یعنی اگر کسی نے شراب یا نبیذ کے نشے میں طلاق دی تو ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک طلاق واقع ہوجائے گی۔ اور اگر اس نے تین طلاق دی ہے تو طلاق مغلظہ ہوگی۔بغیر حلالہ وہ اب اس کی نکاح میں نہیں آسکتی (ردالمحتار جلد رابع ص ۴۴۸)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت جلد ہشتم طلاق کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں: طلاق کے لیے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو، نابالغ یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا ہے، نہ اُس کی طرف سے اُس کا ولی۔مگر نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہوجائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھانگ وغیرہ کسی اور چیز سے۔

افیون کی پینک میں طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی۔
حالت غصہ میں بھی طلاق واقع ہوجاے گی۔ حالت غصہ میں اگر زید نے تین طلاق دی تو زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ پڑ گئی ہے
جیسا کہ فتاوی فیض الرسول میں ہے کہ اگر غصہ اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ عقل زائل ہو گئی تھی اور زید کو خبر نہیں تھی کہ میں کیا کہتا ہوں اور زبان سے کیا نکلتا ہے تو اس صورت میں میں طلاق نہیں پڑی اور اگر یہ حالت نہیں پیدا ہوئی تھی تو طلاق مغلظہ پڑ گئی کہ غصہ میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے بلکہ اکثر طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے اور زید کی اس بات سے کہ بہت شرمندہ ہوں ہم سے غلطی ہو گئی ہے تو ظاہر یہی ہے کہ ہوش حواس کی درستگی میں طلاق دی ہے لہذا اب اس صورت میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ہے بغیر حلالہ عورت زید کے لئے حلال نہیں۔
قال اللہ تعالی۔ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره۔ اھ (پ ۲، ع ۱۳)
حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح صحیح کرے دوسرا شوہر اس کے ساتھ کم سے کم ایک بار ہمبستری کرے پھر وہ مرجائے یا طلاق دے دی تو دوبارہ عدت گزارنے کے بعد پھر زید سے نکاح کرسکتی ہے۔ اور اگر دوسرے شوہر نے بغیر ہمبستری طلاق دے دی تو زید سے نکاح نہیں کرسکتی۔* کما فی حدیث العسیلۃ۔ اھ (ماخوذ فتاوی فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۱۱۹)
یاد رہے کہ غصہ میں طلاق ہوجاتی ہے، بلکہ اکثر طلاق ہوتی ہی غصہ میں دی جاتی ہے کوئی پیار سے طلاق نہیں دیتا۔
مجتہد فی المسائل اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غصّہ مانعِ وقوعِ طلاق نہیں، بلکہ اکثر وہی طلاق پر حامل ہوتا ہے، تو اسے مانع قرار دینا گویا حکمِ طلاق کا راساً ابطال ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج 12، ص 383، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)
جب شوہر طلاق دے، اسی وقت طلاق ہوجاتی ہے، عورت کا سننا ضروری نہیں۔
فتاوی رضویہ میں ہے: طلاق کے لیے زوجہ خواہ کسی دوسرے کا سننا ضرور نہیں، جبکہ شوہر نے اپنی زبان سے الفاظِ طلاق ایسی آواز سے کہے، جو اس کے کان تک پہنچنے کے قابل تھے اگرچہ کسی غل شور یا ثقل سماعت کے سبب نہ پہنچے۔ عنداللہ طلاق ہو گئی۔ عورت کو خبر ہو تو وہ بھی اپنے آپ کو مطلّقہ جانے۔ (فتاوی رضویہ، ج 12، ص 362، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)
شوہر کے طلاق دیتے ہی طلاق ہوجاتی ہے، عورت کا طلاق قبول کرنا، شرط نہیں۔
مجتہد فی المسائل اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: طلاق دیتے وقت گواہوں کا ہونا: طلاق میں گواہوں کا ہونا ضروری نہیں۔ فتاوی رضویہ میں ہے شوہر اول طلاق دینے کا مقر (اقرار کرتا) ہے، مگر عذر صرف یہ کرتا ہے کہ طلاق خفیہ دی، چار اشخاص کے سامنے نہ دی، لہٰذا اپنی جہالت سے طلاق نہ ہونا سمجھتا ہے، اگر ایسا ہے، تو اس کا دعوی غلط باطل

ہے،طلاق بالکل تنہائی میں دے، جب بھی ہوجاتی ہے۔(فتاوی رضویہ،ج12،ص366،رضا فاؤنڈیشن،لاھور)
مفتی اعظم ہند حضرت مصطفی رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: جب تین بار اس نے زبانی طلاق دے دی اور اس کا اسے اقرار ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، صرف یہ شبہ ہے کہ بلا تحریر دی ہے، لہٰذا نہ ہوئیں، تو عورت پر تینوں طلاقیں ہوجانے کا حکم ہے۔ عورت اب اس پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوگئی کہ بے حلالہ اب کبھی اس پر حلال نہیں ہوسکتی۔ یہ بے ہودہ عذر عدمِ تحریر محض باطل، بالکل ناکارہ اور مردود ہے۔ طلاق ہوجانے کے لیے تحریر ہرگز لازم نہیں۔(فتاوٰی مصطفویہ،ص366،شبیر برادرز،لاھور) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی　　　　فقیر محمد عبد الستار رضوی

مرنے کے بعد روحیں کہاں اور کس مقام پر رہتی ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

السوال مرنے کے بعد مرنے والے کی روحیں کہاں کہاں رہتی ہے۔
المستفتی حافظ خورشید جموں وکشمیر۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: ارواح مومنین برزخ میں اجسام مثالی ہیں، جیسے شہداء کے لیے حواصل طیور خضر فرمایا یا سبز پرندوں کے بھیس میں، اور ان کے مقام حسبِ مراتب مختلف ہیں، قبور پر یا چاہ زمزم میں یا فضائے آسمان میں یا کسی آسمان پر یا عرش کے نیچے نور کی قندیلوں میں۔

كما فصله الامام السيوطي في شرح الصدور ۔ جیسا کہ امام سیوطی نے شرح الصدور میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔(فتاوی رضویہ کتاب الجنائز جلد ۹ ص ۶۵۵)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنّ الرجل ليعرض عليه مقعده من الجنة والنار غدوة وعشية في قبره (شرح الصدور ص ۲۶۲)

عن علي قال أرواح المؤمنين في بئر زمزم (شرح الصدور ص ۲۳۷)

عن المغيرة بن عبد الرحمن قال إنّ الروح إذا خرج من الجسد كان بين السماء والأرض حتى يرجع إلى جسده. (شرح الصدور ص ۲۳۶)

عن ابن عمر رضي الله عنهما أنّه عزى أسماء بابنها عبد الله بن الزبير وجثته مصلوبة، فقال لا تحزني فإنّ الأرواح عند الله في السماء، وإنّما هذه جثة وفي رواية عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إنّ أرواح المؤمنین في السماء السابعة ینظرون إلی منازلهم في الجنة.(شرح الصدور ص ۲۳۵)

عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لمّا أصیب إخوانکم بأُحد جعل اللّٰہ أرواحهم في جوف طیر خضر ترد أنهار الجنة تأکل من ثمارها وتأوي إلی قنادیل من ذهب معلقة في ظل العرش.(سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب في فضل الشهادة، الحدیث ج۳، ص ۲۲)

عن ابن مسعود قال إنّ أرواح الشهداء في أجواف طیر خضر في قنادیل تحت العرش تسرح في الجنة حیث شاءت ثم ترجع إلی قنادیلها۔(شرح الصدور ص ۲۳۱)

في شرح مسلم للنووي ج ۲ ص ۲۸۶ : الرفیق الأعلی الصحیح الذي علیه الجمهور أنّ المراد بالرفیق الأعلی الأنبیاء الساکنون أعلی علیین.

اورحضورصدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسبِ مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے،بعض کی قبر پر بعض کی چاہِ زمزم شریف میں بعض کی آسمان وزمین کے درمیان،بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ عِلّیین میں مگر کہیں ہوں اپنے جسم سے اُن کو تعلق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے، پہچانتے، اُس کی بات سنتے ہیں، بلکہ روح کا دیکھنا قُربِ قبر ہی سے مخصوص نہیں اِس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے، کہ ”ایک طائر پہلے قفص میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔

ائمۂ کرام فرماتے ہیں: إِنَّ النُّفُوْسَ الْقُدْسِیَّةَ إِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَا ئِقِ الْبَدَنِیَّةِ اتَّصَلَتْ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰی وَتَرٰی وَتَسْمَعُ الْکُلَّ کَالْمُشَاهِدِ۔

بیشک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں، عالمِ بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔(بہارشریعت حصہ اول ص مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی شعبہ تخریج ناشر مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

کتبہ محمد اسماعیل خان امجدی — الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

مردہ عورت کوغسل دیتے وقت بدن کا کتنا حصہ چھپانا ضروری ہے؟

میت عورت کوغسل دیتے وقت مردے کا پورا بدن چھپانا ضروری ہے یا صرف ناف سے گھٹنا تک اور وقت غسل جو کپڑا پہنایا جائے اسکا نیا ہونا ضروری ہے غسل کے بعد اس کپڑے کو کیا کرے۔

المستفتی محمد اعجاز عالم دربھنگہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب: میت عورت کو سینے سے گھٹنوں سمیت کپڑے سے چھپادیں۔آج کل غسل کے دوران سفید کپڑا اُڑھایا جاتا ہے اور اِس پر پانی لگنے سے میت کے سَتر کی بے پردگی ہوتی ہے لہٰذا کتھئی یا گہرے رنگ کا اِتنا موٹا کپڑا ہو کہ پانی پڑنے سے سَتر نہ چمکے،کپڑے کی دو تہیں کرلیں تو زیادہ بہتر پردے کی تمام تر احتیاط اور نرمی سے میت کا لباس اتاریں اسی طرح کیل، بُندے یا کوئی اور زیور بھی نرمی سے اُتارلیں،وقت غسل جو کپڑا پہنایا جاتا ہے اس کا نیا ہونا ضروری نہیں ہاں پاک ہونا ضروری ہے۔اگر بعد غسل وہ کپڑا پہننے کے لائق ہے تو اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں۔

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی   **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

بیڑی سگریٹ نوشی کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

السوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ بیڑی سگریٹ نوشی کرنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں

سائل سلیم رضا رامپور

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب: بیڑی سگریٹ پینا جائز ہے جبکہ نشہ لانے کی مقدار میں نہ ہو،ہاں صحت کے لئے مضر ہے لھذا بچنا بہتر ہے۔البتہ ان کا کثیر کہ جونشہ آور ہو حرام ہے۔

ردالمحتار جلد پنجم صفحہ نمبر ۲۹۳ میں ھے: الحاصل انه لا یلزم من حرمة الکثیر المسکر حرمة قلیله و لا نجاسته مطلقا الا فی المائعات لمعنی خاص بها اما الجامدات فلایحرم منها الا الکثیر المسکر و لا یلزم من حرمته نجاسته کالسم القاتل فانه حرام مع انه طاهر اھ۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ما اسکر کثیرہ فقلیله

حرام میں صرف مسکرات مائعہ مراد ہیں ہیں جن کا نشہ لانا ان کے سیال کرنے سے ہوتا ہے ورنہ مشک وعنبر اور زعفران بھی مطلقاً حرام ونجس ہوجائیں کہ حد سے زیادہ ان کا کھانا بھی نشہ لاتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم ص ۸۷ بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول ج۲ ص ۶۷۲)

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی　　　　الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

جو شخص محفل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناچ گانے کی محفل بتائے اس پر شرعا کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

السوال کیا فرماتے ہیں علماء ذوی الاحترام مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ناچ گانے کو میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تشبیہ دیا تو زید کے بارے میں کیا حکم ہے جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی محمد مہتاب قادری لکھیم پورکھیری یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: ناچ گانا ناجائز وحرام ہے اور میلاد رسول جائز بلکہ باعث اجر وثواب ہے ناچ گانا کو میلاد رسول کے مثل کہنے والا ضرور دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا میلاد رسول منانا صحابہ تابعین بزرگان دین سے ثابت ہے: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **واحسن منك لم ترقط عيني واجمل منك لم تلد النساء خلقت مبرءًا من كل عيب كأنك قد خلقت كما تشاء**۔

اے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سے خوب صورت میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور نہ آپ سے حسین کسی ماں نے جناں آپ ہر عیب سے پاک وصاف پیدا کئے گئے۔گویا کہ آپ ویسے پیدا کئے گئے جیسا کہ آپ چاہتے تھے۔یہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دربار رسالت کے شاعر تھے آپ اپنی شاعری میں نعت رسول پیش کرتے، پیدائش رسول کا تذکرہ کرتے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے لئے منبر بچھا دیتے، بڑے شوق سے اپنی پیدائش کا ذکر سماعت فرماتے اور حضرت حسان کو نوازتے اور ان الفاظ میں دعائیں دیتے،، اللھم ایدہ بروح القدس،، اے اللہ روح قدس کے ذریعے حضرت حسان کی مدد فرما پتہ چلا میلاد منانا صحابہ کی بھی سنت ہے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے پر امت کا اجماع امت کے علماء کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ میلاد کی محفلیں منعقد کرنا اور قیام تعظیمی یعنی میلاد پڑھنے کے وقت کھڑا ہونا بدعت حسنہ اور بدعت مستحبہ ہے۔تیرہویں صدی ہجری میں حرمین شریفین سے ایک فتویٰ جاری کیا گیا جس پر چاروں مسلک کے پینتالیس علمائے حرمین کی تصدیقی دستخطیں اور مہر لگی ہوئیں ہیں، ان میں علامہ سید احمد زینی دحلان علیہ الرحمۃ الرحمن مکی شافعی بھی شامل ہیں۔

لہذا میلاد کی مجلس اور قیام تعظیمی کا انکار کرنے والا بدعتی یعنی بد مذہب ہے اس شخص کی بدعت سیئہ قابل مذمت ہے کہ اس نے ایسی چیز کا انکار کیا جو اللہ اور اہل اسلام کے نزدیک نیک ہے۔

جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: **مارآہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن**۔ (المستدرک للحاکم ج:۳ ص:۱۱۲) جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

مسلمانوں سے مراد کامل مسلمان ہیں۔ جیسے باعمل علماء اور مجلس میلاد و قیام کو علمائے عرب، مصر، شام، روم، اور علمائے اندلس نے بھی سلف سے آج تک مستحسن جانا تو اجماع ہو گیا اور جو بات اجماع سے ثابت ہے وہی حق ہے گمراہی نہیں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں، **لا تجتمع امتی علی الضلالہ**، یعنی میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔

لہذا حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر میلاد و قیام کو سزا دے۔ (ماخوذ ہماری عبادات اور معمولات ص:۸۸، ۸۹، ۹۰)

ناچ گانا یہ ایک ناجائز و حرام امر ہے اب کوئی مسلمان محفل رسول کو ناچ گانے کی محفل کہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج تجدید ایمان و نکاح کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو سارے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو چاہیے اس سے رشتہ منقطع کریں سلام و کلام طعام بند کریں وغیرہ وغیرہ۔

قال اللہ " واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ (سورہ انعام)

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی زبانوں کا علم تھا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا سوال ہے کہ میرے نبی کو کتنی زبان کا علم تھا جواب فرمائیں۔

المستفتی محمد شاکر رضا اندروا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوھاب: ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ کریم نے تمام زَبانوں کا علم عطا فرمایا تھا۔ جیسا کہ علّامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ رحمۃ اللہ القَوی فرماتے ہیں: **اَنَّ اللہَ عَلَّمَہٗ جَمِیْعَ اللُّغَاتِ فَکَانَ یُخَاطِبُ کُلَّ قَوْمٍ بِلُغَتِہِم**۔

یعنی اللہ پاک نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام زبانیں سکھادی تھیں اور آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر قوم سے اُسی کی زَبان میں کلام فرمایا کرتے تھے۔ (حاشیۃ الصاوی، پ 13، ابراہیم، تحت الایۃ: 4، ج 3، ص 1014) شارحِ بُخاری امام احمد بن محمد قَسطَلانی علیہ رحمۃ اللہ الوَالی نے بھی اس بات کو کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ

بیان فرمایا ہے۔(مواہبِ لدنیہ، ج2،ص53)

جب کبھی کوئی ایسا اجنبی آتا جس کی زبان کوئی نہ سمجھ سکتا تو ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ صرف اس کی بات سمجھتے بلکہ اسی زبان میں جواب بھی ارشاد فرماتے۔ رسولِ عربی کا عجمی زبان میں جواب ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس مسجدِ حرام میں ایک عجمی وفد پہنچا ان میں سے کوئی بھی نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کونہیں جانتا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے اپنی زَبان میں کہا من ابون اسیران

یعنی تم میں اللہ کے رسول کون ہیں؟ حاضرین میں سے کوئی بھی ان کی بات نہ سمجھ سکا۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا:"اَشْکَدّ اور" یعنی یہاں میرے پاس آگے آجاؤ، وہ قریب آگئے اور گفتگو کرنے لگے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم انہیں ان کی زَبان میں جواب دیتے رہے، آخرکار انہوں نے اسلام قبول کیا، آپ سے بیعت کی اور پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔(نسیم الریاض، ج2،ص134)

مُفَسِّرِ شہیر حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم قدرتی طور پر تمام زَبانیں جانتے ہیں جب حضور جانوروں، پتّھروں، کنکروں کی بولیاں سمجھتے ہیں تو انسانوں کی بولی کیوں نہ سمجھیں گے۔(مراٰۃ المناجیح، ج6،ص335) واللہ تعالٰی اعلم۔

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

بعد نماز فجر کسی کی نماز میں خلل واقع ہو تو بلند آواز سے سلام پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت تمام ہی علماء کرام مفتیانِ عظام کی بارگاہ میں سوال ہے کہ حضرت کچھ جگہوں پر بعد نماز فجر صلوۃ وسلام ہوتا ہے کچھ لوگ تھوڑا لیٹ آتے ہیں اور امام صاحب سے کہتے ہیں آپ صلوۃ وسلام تھوڑا بعد میں پڑھا کرو ہماری نماز میں خلل پڑتی ہے کیا یہ بات درست صلاۃ وسلام پڑھنے سے نماز میں کوئی دقت تو نہیں آئے گی بحوالہ جواب دیں بہت مہربانی ہوگی۔ المستفتی ناظر حسین رضوی انڈیا یوپی امروہہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: آواز کے ساتھ اوراد وظائف یا قرآن مجید کی تلاوت سے لوگوں کی نمازوں میں خلل ہو تو اس کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں اسے جہر سے منع کرنا فقط جائز نہیں بلکہ واجب ہے۔(فتاورضویہ جلد سوم ص596)

لھذا الاوڈ اسپیکر سے یا اس کے بغیر جہر سے صلاۃ وسلام پڑھنے کے سبب اگر لوگوں کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا

ہوتو لوگوں پر واجب ہے کہ امام کو ایسا کرنے سے روکیں۔اگر قدرت کے باوجود امام کو ایسا کرنے سے لوگ نہیں منع کریں گےتو گنہگار ہونگے اور امام پر لازم ہے کہ وہ اس طرح صلاۃ وسلام پڑھنے سے باز آجائیں
اس کے بجائے ہر شخص الگ الگ آہستہ آہستہ صلاۃ وسلام پڑھیں اور یا تو فجر کی جماعت ایسے وقت میں قائم کریں کہ اس سے فارغ ہوکر صرف دو تین بند سلام پڑھیں جس میں نئے آنے والے نمازی بھی شریک ہوجائیں پھر اس کے بعد وہ باسانی سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز پڑھ سکیں" اور اس طرح صلاۃ وسلام پڑھے جانے کا بار بار اعلان کرتے رہیں تاکہ بعد جماعت آنے والے ختم سلام سے پہلے نماز شروع نہ کریں اور بعد نماز جمعہ تاوقتیکہ لوگ نماز سے فارغ نہ ہوجائیں صلاۃ وسلام ہرگز شروع نہ کریں۔(فتاوی برکاتیہ ص308)۔
نوٹ: ہمارے ملک میں نماز فجر جماعت مستحبہ سے ادا کرنے کے بعد درود وسلام لاؤڈ سپیکر سے پڑھنے کا رواج ہے اور سلام کے بعد اتنا وقت باقی رہتا ہے کہ تاخیر سے آنے والا شخص سلام کے بعد بھی اطمینان سے نماز پڑھ سکتا ہے اگر اسی طرح وقت کا لحاظ جہاں کیا جارہا ہے وہاں لاؤڈ سپیکر سے سلام پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ:محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

مسلمان کا ہندو کے گھر جا کر اسے کے جانور کا ذبح کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کی بارگاہ میں سوال یہ ہے کہ ایک ہندو مسلمان شخص کو اپنے گھر لے گیا کہ تم میرے بکرے ذبح کردو تو کیا مسلمان کا اس جانور کو ذبح کرنا جائز ہے جواب عنایت فرمائیں
المستفتی محمد سرفراز رضا افروزی رامپور یوپی

الجواب بعون الملك الوهاب : جی مسلمان کا اس کے جانور کا ذبح کرنا درست ہے اس لئے حلت وحرمت ذبیحہ میں حال وقول ونیت ذابح کا اعتبار نہ کہ مالک کا،مثلاً جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک مسلم تھا،اور مجوسی کا جانور مسلمان ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک مشرک تھا یونہی ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کیا تو حلال اگرچہ مالک کی نیت کسی کے واسطے تھی تمام صورتوں میں حال ذابح کا اعتبار ماننا اور اس شکل خاص میں انکار کرجانا محض تحکم باطل ہے جس پر شرع مطہر سے اصلا دلیل نہیں۔
ولہذا فقہائے کرام خاص اس جزئیہ کی تصریح فرماتے ہیں کہ مثلا مجوسی نے اپنے آتشکدہ یا مشرك نے اپنے بتوں کے لئے مسلمان سے بکری ذبح کرائی اور اس نے تکبیر کہہ کر ذبح کی حلال ہے،کھائی جائے گی،اگرچہ یہ بات مسلم کے حق میں مکروہ۔

فتاویٰ عالمگیری" وفتاویٰ تاتارخانیہ" وجامع الفتاویٰ میں ہے: **مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لالھتھم توکل لانہ سمی اللہ تعالیٰ ویکرہ للمسلم۔**
مسلمان نے مجوسی کی بکری اس کے آتشکدہ کے لئے یا کسی اور کافر کی اس کے معبودوں کے لئے ذبح کی تو بکری کھائی جائے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کی ہے اور یہ عمل مسلمان کو مکروہ ہے (فتاوی رضویہ جلد ۲۰ باب سُبُل الاصفیاء فی حُکمِ الذبح للاؤلیاء)
اورحضورصدرالشریعہ مفتی امجدعلی اعظمی علیہ الرحمہ تحریرفرماتے ہیں: مجوسی نے آتش کدہ کے لیے یا مشرک نے اپنے معبودان باطل کے لیے مسلمان سے جانور ذبح کرایا اوراس نے اللہ (عزوجل) کا نام لے کر جانور ذبح کیا یہ جانور حرام نہ ہوا مگر مسلمان کو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (بہارشریعت حصہ پانزدہم ص318 مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی"شعبہ تخریج ناشرمکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

کتبہ: محمداسماعیل خان امجدی **الجواب صحیح مفتی محمدابراہیم خان امجدی**

☆☆☆

نابالغ بچہ بغیر وضو کے قرآن پاک چھوکر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ پر وضو فرض نہیں ہے لیکن اگر نابالغ قرآن پڑھے گا تو کیا حکم لگے گا مہربانی کرکے جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی
المستفتی محمدرضوان القادری سمرباری دودہی کشی نگر (اتر پردیس)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب: جو چھوٹے نابالغ بچے صبح وشام ناظرہ قرآن پڑھنے کے لیے مساجد میں آتے ہیں، انہیں قرآن دینے سے پہلے وضو کرانا چاہیے تاکہ انہیں وضو کا طریقہ آئے اور اس کی عادت بنے، البتہ ان پر وضو کرنا فرض نہیں ہے، بے وضو بھی قرآن کو چھو سکتے ہیں، کیونکہ یہ ابھی احکامِ شرع مثلاً وضو، غسل، نماز وروزے کے مکلف نہیں اور اگر بے وضو ہونے کی وجہ سے قرآن چھونے سے منع کیا جائے، تو یہ بچپنے کی وجہ سے وضو کرنے میں سستی کریں گے اور لامحالہ بالغ ہونے تک قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کو مؤخر کریں گے اور اگر ان کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے، تو پھر قرآن پڑھنے، حفظ کرنے میں کمی واقع ہوگی، جس بنا پر شریعت نے بچوں کو بے وضو قرآن چھونے کی رخصت دی ہے۔ قاری صاحب یا سرپرست کو چاہیے کہ بچے کو وضو کروا کر قرآن دیں۔ لیکن اگر بے وضو بھی

قرآن پکڑا دیا، تو بھی قاری صاحب وغیرہ پر کوئی گناہ نہیں۔

نابالغ کو بے وضو قرآن چھونے کی اجازت کے بارے میں مجمع الانہر میں ہے: **ولا مس صبي لمصحف ولوح لأن في تكليفهم بالوضوء حرجا بها وفي تأخيره إلى البلوغ تقليل حفظ القرآن فرخص للضرورة۔**

نابالغ بچے کا قرآن یا جس تختی پر قرآن لکھا ہو، اسے چھونا مکروہ نہیں، کیونکہ بچوں کو وضو کا مکلف بنانا، انہیں مشقت میں ڈالنا ہے اور قرآن پڑھنے کو بلوغت تک مؤخر کرنے میں حفظِ قرآن میں کمی واقع کرنا ہے۔ لہٰذا ضرورت کی بنا پر نابالغ بچوں کو رخصت دی گئی ہے۔ (مجمع الانہر، کتاب الطھارۃ، ج01، ص26 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

تبیین الحقائق میں ہے: **وكره بعض أصحابنا دفع المصحف واللوح الذى كتب فيه القرآن الى الصبيان ولم ير بعضهم به بأسا وهو الصحيح لأن فى تكليفهم بالوضوء حرجا بهم وفى تأخيرهم الى البلوغ تقليل حفظ القرآن فيرخص للضرورة.**

ہمارے بعض اصحاب نے قرآن پاک اور وہ تختی جس پر قرآن لکھا ہو، بچوں کو دینے کو مکروہ قرار دیا ہے اور بعض نے اس میں کوئی حرج نہ جانا اور یہی صحیح ہے، کیونکہ بچوں کو وضو کا مکلف بنانے میں حرج ہے اور اگر ان کے بالغ ہونے تک قرآن انہیں نہ دیا جائے، تو حفظِ قرآن میں کمی واقع ہوگی، لہٰذا بوجہ ضرورت بچوں کو قرآن پاک دینے کی رخصت دی گئی ہے۔ (تبیین الحقائق، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، ج1، ص58، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی، بیروت)

بچوں کے بے وضو قرآن پکڑنے پر قاری صاحب کے گنہگار نہ ہونے کے بارے میں علامہ محمد امین ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی لکھتے ہیں: **أن الصبى غير مكلف والظاهر أن المراد لا يكره لوليه أن يتركه يمس.**

کیونکہ نابالغ غیر مکلف ہے اور ظاہر اس سے مراد یہ ہے کہ اگر بچے کا سرپرست اسے قرآن چھونے دے تو سرپرست کے لیے بھی مکروہ نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، باب سنن الغسل، ج1، ص174، مطبوعہ دار الفکر)

نابالغ کو قرآن دینے سے پہلے وضو کرانے کے بارے میں حضور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: نابالغ پر وُضو فرض نہیں، مگر ان سے وُضو کرانا چاہیے، تاکہ عادت ہو اور وُضو کرنا آجائے اور مسائلِ وُضو سے آگاہ ہوجائیں (بہار شریعت ح دوم ص305 مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی شعبہ تخریج ناشر مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

☆☆☆

قران شریف کا انکار کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت ایک مسئلہ ہے ایک شخص نے کافی لوگوں کی مجمع میں یہ بات بولی کی میں قرآن کو نہیں مانتا ہوں اور یہ بات سن کر مجمع کے سبھی لوگ خاموش رہے اب کہنے والے پر کیا حکم ہے اور جتنے لوگ موجود تھے اس کی یہ بات سنی اور خوموش رہے تو ان پر بھی کچھ حکم صادر ہوگا یا نہیں۔

المستفتی محمد ہارون کیرلا ممبئ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: قرآنِ کریم کی ہر ہر آیت پر ایمان لانا فرض ہے، جان بوجھ کر کسی ایک آیت کا انکار کرنے سے انسان ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔یعنی اگر معلوم ہو کہ یہ قرآن کی آیت ہے، اس کے باوجود اس کا آیت ہونا تسلیم نہ کرے تو مسلمان نہ رہے گا۔

لہذا اگر واقعۃً مذکورہ شخص نے کسی آیت یا قران پاک کو جانتے ہوئے اس کے قرآن ہونے سے انکار کیا (یعنی ایسا کوئی احتمال موجود نہیں تھا جس کی موجودگی میں اسلام سے خارج ہونے کا حکم نہ لگے) تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ صدقِ دل سے توبہ واستغفار کے ساتھ تجدیدِ ایمان کرے، اور اگر شادی شدہ ہے تو تجدیدِ نکاح بھی کرے، اور آئندہ بہت احتیاط سے گفتگو کرے۔ **"ويكفر إذا أنكر آيةً من القرآن"**

البحر الرائق: باب أحكام المرتدين: 205/5 "أنكر آيةً من القرآن كفر". (شرح الفقه الأكبر لملاعلي القارى ص: 167 و كذا في الفتاوى الهندية، 266/2)

اور سامعین کے لئے دو حکم ہے اگر وہ لوگ اس کے قول پر راضی تھے تو وہ بھی کافر۔اگر راضی نہیں تھے یا انھیں یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اسلئے خاموش رہے تو ان سب کو احتیاطاً توبہ کر لینا چاہیے۔

اسلئے کہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کفر کے اہتمام میں شریک ہونا اور اس پر راضی ہونا کفر ہے "الرضا بالكفر كفر" کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔(فتاوی رضویہ جلد 21: صفحہ 296، رضا فاؤنڈیشن لاہور)۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی   **الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

☆☆☆

زنا کی تہمت لگانے والے پر شرعاً کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسلہ میں کچھ لوگ گاؤں کے ہندہ کو بائیکاٹ کردیا ہے اس وجہ سے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہندہ کے گھر پر لوگ آتے ہیں جاتے ہیں اس پر گاؤں کے کچھ لوگوں نے ہندہ کو بائیکاٹ کردیا ہے اب گاؤں کے امام صاحب اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنے چلے گئے ہیں اب گاؤں کے لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے غلط کیا ہے اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہندہ زانیہ ہے۔

المستفتی امتیاز مسعودی خوشحال ڈیہ موضع مجھنی ضلع بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاته

الجواب بعون الملك الوهاب: ہندہ پر اگر صرف زنا کی تہمت ہے مگر ثابت نہیں تو اس پر تہمت لگانے والے سخت گہنگار حق العبد میں گرفتار اور مستحق عذاب نار ہیں ان پر توبہ واستغفار اور ہندہ سے معافی طلب کرنا لازم ہے اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو زنا کی تہمت لگانے والے اگر چار گواہوں سے زنا ثابت نہ کرپاتے تو اسی ۸۰ کوڑے مارے جاتے۔

جیسا کہ خدائے تعالی کا ارشاد ہے: **والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمنین جلدة۔** (پ ۱۸ سورہ نور آیت ۴)

اور ہندہ کا زنا کرنا یا اس کا کسی اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی میں رہنا اگر ثابت ہوا اور اس نے توبہ کرلی تو ان دونوں صورتوں میں اس سے بیزار رہنے والے غلطی پر ہیں۔

اعلی حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے: **هو الذی یقبل التوبة من عباده۔** اور سچی توبہ کے بعد گناہ بلکل باقی نہیں رہتے۔

حدیث شریف میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **التائب من الذنب کمن لا ذنب له.**

گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کے مثل ہے توبہ کے بعد اس کے گھر میں امام کا میلاد پڑھنے میں اصلا حرج نہیں بعد توبہ اس پر گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔

حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعمله وفی روایة بذنب تاب منه وبه فسر ابن منیع.**

جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے توبہ کرچکا ہے تو یہ عیب لگانے والا نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہوجائے۔

رواہ الترمذی وحسنہ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ.(فتاوی رضویہ جلد سوم ص225)
ہاں اگر امام نے جرم ثابت ہونے کے بعد میلاد پڑھا تو امام صاحب فورا توبہ کریں اور پورا گاؤں ہندہ کا بائیکاٹ کریں اور اگر جرم ثابت نہیں تو امام پر کچھ حکم نافذ نہیں ہاں جن جن لوگوں نے بغیر ثبوت کے ہندہ پر الزام لگایا ہے سب کے سب توبہ کریں اور ہندہ سے معافی مانگیں۔(ماخوذ فتاوی رضویہ جلد سوم ص 275 ، وھکذا فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص237)۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

حضور سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کی تاریخ ولادت کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال حضور والا سے گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی

سوال حضور سیدنا سالار مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کب ہوہوئی اور وصال کب ہوااوران کی والد اوروالدہ کا نام بتادیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ سائل: مشتاق احمد

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب بعون الملك الوهاب: سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کی پیدائش 15 فروری 1015ء بمطابق 21 رجب 405ھ میں اجمیر میں ہوئی۔ 14 رجب المرجب 424ھ کو بہرائچ شریف میں جام شہادت نوش فرمایا۔آپ کے والد کا نام سید سالار ساہو غازی اور والدہ کا نام سترے معلیٰ تھا جو سلطان محمود غزنوی کی بہن تھیں۔سید سالار ساہو غازی محمد بن حنفیہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی نسل سے تھے(سوانح مسعود غازی مولانا ثابت علی برہانی صفحہ 77)۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

قبرستان کے جنگل وجھاڑی اور پیڑ وغیرہ کو کٹوا سکتے ہیں یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں اس مسئلے کے بارے میں مفتیان کرام کہ ایک پرانی قبرستان ہے جس میں بہت گھنی جھاڑی اور درخت ہو گئے ہیں جس کے چلتے میت کو دفنانے میں جگہ کی قلت ہو رہی ہے اور مردوں کے قبر تک پہنچنے میں پریشانی ہوتی ہے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ اس گھنی جھاڑی میں زہریلے موذی جانور رہتے کالہذا مفتیان کرام سے گزارش کر رہا ہوں کہ اس قبرستان سے اس جھاڑی کو کیسے صاف کیا جائے کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں اور شکریہ کا موقع دیں۔

سائلین محمد عارف محمد قربان عبدالجبار محمد صدیق وغیرہ غوثیہ انجمن مدن گنڈی برنی گریڈیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب: قبرستان کی تر گھاس یا درخت کاٹنے کی ممانعت آئی ہے اس کی وجہ یہ ہیکہ تر گھاس اللہ تعالی کی تسبیح تحلیل کرتی ہے۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ۔ اور کوئی بھی شے ایسی نہیں جو اس کی حمد بیان کرنے کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو۔

اس آیت کے تحت مفسرین قرآن صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رضی اللہ عنہ تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر زندہ چیز اللہ تعالی کی تسبیح کرتی ہے اور ہر چیز کی تسبیح اس کے حسب حیثیت ہے۔ (خزائن العرفان سورۃ الاسرا تحت آیت ٤٤)

اور قبرستان کے گھاس یا لکڑی توڑنے کے متعلق صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ ۳۲۱ پر فتاوی عالمگیری کے حوالے سے فرماتے ہیں: **یکرہ قطع الحطاب و الحشیش من المقبرۃ۔** **یعنی** قبرستان کے گھاس یا لکڑی توڑنا مکروہ ہے۔

اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ١٨٦ میں فرماتے ہیں: قبرستان میں جو گھاس اگتی ہے جب تک سوکھ نہ جائے کاٹنے کی اجازت نہیں ہے اس طرح سے بے شمار کتب فتاوی میں قبرستان کی تر گھاس یا درخت کاٹنے کی ممانعت آئی ہے۔

لیکن یہ بھی صحیح نہیں کہ قبرستان کو گاس وغیرہ سے جنگل بنادی جائے کہ موذی جانور کا مسکن بن جائے اور انسانوں کیلئے باعث تکلیف ثابت ہو اور زائرین ودفن کیلئے پریشانی کا سامنا کرنا پڑے اور اصل مقصد میں رکاوٹیں پیدا ہونے لگے" ایسی صورت میں قبرستان کے جنگلی اور خطرناک گھاس کاٹ کر قبرستان کو محفوظ کیا جائے تاکہ آنے جانے والے

موذی جانور وکانٹے دار گھاس سے محفوظ رہیں۔
لیکن بہتر طریقہ یہی ہیکہ قبرستان کے درخت کو جڑ سے نہ کاٹا جائے نہ مکمل صافایا کیا جائے بلکہ جوراستے میں درخت کے پتے اور ٹہنیاں جوزائرین کے لئے رکاوٹ بنتی ہے اسے صاف کیا جائے۔(حبیب الفتاوی جلد اول ص ۵۹۳)

کتبہ:محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

تشھد میں انگلی اٹھانا سنت ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام اس مسئلہ میں تشہد میں انگلی اٹھانا کیا ہے رہنمائی فرمائیں المستفتی عبداللہ

وَعَلَيْكُم السَّلَام وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

الجواب بعون الملك الوهاب: تشھد میں انگلی اٹھانا سنت ہے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ بہارشریعت حصہ سوم سنن ”نماز کے باب میں میں تحریر فرماتے ہیں:
شہادت پر اشارہ کرنا، یوں کہ چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو بند کرلے، انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ باندھے اور لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور اِلَّا پر رکھ دے اورسب اُنگلیاں سیدھی کرلے حدیث میں ہے جس کو ابوداود ونَسائی نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دُعا کرتے (تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے) تو انگلی سے اشارہ کرتے اور حرکت نہ دیتے۔(سنن ابي داود كتاب الصلاة، باب الاشارة في التشهد، الحديث ۹۸۹ ج ۱ ص ۳۷۱)

نیز ترمذی ونَسائی وبیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص کو دوانگلیوں سے اشارہ کرتے دیکھا، فرمایا: ”توحید کر۔توحید کر“ ایک انگلی سے اشارہ کر۔(جامع الترمذي كتاب الدعوات ۱۰۴ باب، الحديث: ۳۵۶۸، ج۵، ص۳۲۶، بہارشریعت حصہ سوم سنن نماز کا بیان ص ٥٣٤)

عن عبد الله بن عمر رضى الله تعالى عنه قال وضع رسول اللهصلى الله تعالى عليه وسلم كفه اليمنىٰ على اليمنى وقبض اصابعه كلها واشار باصبعه التي تلي الابهام۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران اقدس پر رکھا اور سب انگلیاں بند کرکے انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے اشارہ فرمایا:
عن وائل بن حجر رضى الله تعالى عنه ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم عقد فى

جلوس التشهد الخنصر والبنصر ثم حلق الوسطی بالابہام واشار بالسبابة.
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے جلسۂ تشہد میں اپنی چھوٹی انگلی اوراس کے برابر والی کو بند کیا پھر بیچ کی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ ملا کر حلقہ بنایا، اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا: عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالی عنهما قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم اَلْاِشَارَةُ بِالْاِصْبَعِ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ۔
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھاردار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے،،

(الصحیح لمسلم، الصلوۃ، ۱/۲۱۶)

(السنن لابی داؤد، الصلوۃ، ۱/۱۴۲)

(السنن الکبری للبیهقی، ۲/۱۳۲)

(المسند لاحمد بن حنبل، ۲/۱۱۹)

عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالىٰ عنهما عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قال هِیَ مُذْعِرَةٌ لِلشَّيْطَانِ۔
حضرت عبد اللہ بن رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اشاد فرمایا وہ شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا ہے۔ (فتاوی رضویہ ۳/۴۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی الجواب صحیح مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

شہر اور دیہات میں قربانی کا بیان؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ شہر میں نماز عیدالاضحیٰ کی نماز آٹھ بجے صبح میں ہوتی ہے اور ہم دیہات میں رہتے ہیں اور ہمارے یہاں نماز عیدالاضحیٰ ساڑھے آٹھ بجے کا وقت ہے تو ہم قربانی کریں تو اپنے یہاں نماز پڑھکر کریں یا شہر کے حساب سے قربانی کرلیں اسکے بعد اپنے یہاں نماز عیدالاضحیٰ ادا کریں یا پھر شرع کا حکم کیا ہے بحوالہ بتایا جائے تا کہ غلط فہمی سے کوئی غلطی نہ ہوجائے۔ العارض محمود عالم رضوی ہزاری باغ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: شہر میں نمازِ عیدالاضحیٰ سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں لیکن دیہات میں دسویں ذی الحجہ کو بعد نمازِ فجر قبل نماز عیدالاضحیٰ قربانی کرنا جائز ہے بلکہ طلوع صبح صادق ہی سے جائز ہے لیکن مستحب یہ ھیکہ سورج طلوع ہونے کے بعد قربانی کرے۔

درمختار میں ہے"اول وقتھا بعد الصلاۃ ان ذبح فی مصر وبعد طلوع فجر یوم النحر ان ذبح فی غیرہ اھ ملخصا"

اور فتاوی قاضی خان میں ہے: **فاما اھل السواد والقری والرباطات عندنا یجوز لھم التضحیۃ بعد طلوع الفجر الثانی من الیوم العاشر من ذی الحجۃ**

اور فتاوی عالمگیری جلد اول میں ہے: **والوقت المستحب للتضحیۃ فی حق اھل السواد بعد طلوع الشمس وفی حق اھل المصر بعد الخطبۃ کذا فی الظھیریۃ (فتاوی فیض الرسول جلد 2 ص 447)***

امام قدوری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: **ووقت الاضحیۃ یدخل بطلوع الفجر الاانہ لایجوزلاھل الامصار الذبح حتی یصلی الامام صلوۃالعید فاما اھل السواد فیذبحون بعدالفجر** (مختصر القدروی ص500)

قربانی کا وقت قربانی کے دن طلوع فجر سے ہی شروع ہوجاتا ہے مگر شہر والوں کیلئے نماز عید سے قبل جائز نہیں البتہ گاؤں والے فجر کی نماز کے بعد سے ہی قربانی کر سکتے ہیں دیہات میں قبل نماز عید الاضحیٰ قربانی کرنا درست ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ دیہات میں چونکہ عید نہیں ہے یہاں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہوسکتی ہے اور دیہات میں بہتر یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب قربانی کی جائے (بہار شریعت ح15 قربانی کا بیان) واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **صح الجواب مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

جوا کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کی کلب کا پیسہ کلب جہاں لوگ جوا کھیلتے ہیں یہ پیسہ مدرسہ میں لگانا کیسا ہے۔سائل قاری فرید

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: کلب کا پیسہ جہاں صرف جوا کھیل کر اکٹھا کرتے ہیں یہ پیسہ مسجد ومدرسہ اور کارخیر میں صرف کرنا ناجائز وحرام ہے کیونکہ جوے کی آمدنی شرعاً حرام ہے اورحرام مال مسجد میں لگانا ناجائز و حرام ہے اس لئے مسجد ہماری مقدس عبادت گاہ اس میں صاف ستھری، جائز وحلال اور پاکیزہ مال لگانا چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے " قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يايها الناس ان الله طيب لا يقبل الا الطيب " اھ (فتح المنعم شرح صحیح مسلم ج4 ص 317 /فضل النفقة من الكسب الطيب/ النووی شرح مسلم ج7 ص100)

اورحضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ" اگر معلوم ہے کہ یہ مال جو چندہ وغیرہ میں دے رہا ہے بعینہ حرام ہے تو اس کا لینا جائز نہیں۔ یوہیں اگر غالب گمان اسی کا ہے جب بھی نہ لے اور اگر اس کے حرام وحلال دونوں قسم کے مال ہیں اور یہ علم نہیں کہ یہ جو دے رہا ہے حرام ہے تو اس صورت میں احتیاط اولی ہے: "من اتقى الشبهات فقد استبراء لدينه "اھ (فتاوی امجدیہ ج4 ص60)

اور اسی میں اسی طرح کے سوال کے جواب میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ" حرام مال سے نیک کام نہیں کیا جاسکتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ " ولا يقبل الله الا الطيب "ایسے مال کو فقراء ومساکین پر صرف کر دیا جائے نہ بہ نیت تصدق بلکہ اس حیثیت سے کہ جس کا کوئی مالک نہ ہو وہ حق فقراء ہے اب یہ چاہیں تو اپنی طرف سے مسجد یا مدرسہ میں صرف کر سکتے ہیں کہ اب ان کی حرمت جاتی رہی" اھ (فتاوی امجدیہ ج4 ص237)

الحاصل کلب کا پیسہ ناجائز وحرام ہے مدرسہ ومسجد میں نہیں لگا سکتے۔ہاں ایک صورت یہ ہے کہ وہ پیسہ کسی فقیر کو دے دیا جائے وہ اسکا مالک ہو جائے بعد میں وہ پیسہ اپنی خوشی سے کہیں بھی لگا سکتا ہے۔

اورحضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جس قدر مال جوئے میں کمایا محض حرام ہے في الدر من السحت ما يأخذ مقامر باختصار۔یعنی درمختار میں ہے کہ جوئے میں حاصل کیا ہوا مال حرام ہے۔(درمختار کتاب الحظر و الاباحۃ فصل في البيع۔)

اور اس سے براءت کی یہی صورت ہے کہ جس جس سے جتنا مال جیتا ہے اسے واپس دے، یا جیسے بنے اسے راضی کر کے معاف کرالے۔وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو واپس دے، یا ان میں جو عاقل بالغ ہوں ان کا حصہ ان کی

رضامندی سے معاف کرالے۔ باقیوں کا حصہ ضرور انہیں دے کہ اس کی معافی ممکن نہیں، اور جن لوگوں کا پتہ کسی طرح نہ چلے نہ ان کا، نہ ان کے ورثاء کا، ان سے جس قدر جیتا تھا ان کی نیت سے خیرات کر دے، اگر چہ اپنے محتاج بہن، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں کو دے دے، اس کے بعد جو بچ رہے گا، وہ اس کے لئے حلال ہے۔

عالمگیری میں ہے: **كان الاخذ معصية و السبيل في المعاصي ردها، و ذلك ههنا برد الماخوذ ان تمكن من رده، بان عرف صاحبه، و بالتصدق به ان لم يعرفه.**

یعنی لینا گناہ ہے اور گناہ کے ازالہ کی صورت اس کو واپس کرنا ہے اور یہاں لئے ہوئے کو رد کرنا ہوگا، جب واپس کرنا ممکن ہو کہ اس کے مالک کو جانتا ہو یا پھر معلوم نہ ہو تو صدقہ کرنا ہوگا۔ (فتاوی عالمگیری کتاب الکراھیۃ الباب الخامس عشر جلد 5 صفحہ 349)

ردالمحتار میں ہے: "**ان علمت اصحابه او ورثتهم وجب رده عليهم و الا وجب التصدق به**(ردالمحتار کتاب الزکوۃ باب زکوۃ الغنم جلد 2 صفحہ 26)

یعنی اگر اس کے مالک یا مالک کے ورثاء کو جانتا ہے تو واپس کرنا واجب ہے ورنہ صدقہ کرنا واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد 19 صفحہ 651، 652 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب صواب مفتی مشاہد رضا حشمتی**

گورمنٹ کا روپیہ نیک کام میں لگانا جائز ہے۔

اَلسَلامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ

علمائے کرام و مفتیان عظام کی بارگاہ میں میرا سوال یہ ھیکہ کسی مسلمان کے انتقال ھونے پر حکومت کے طرف سے کفن کیلئے روپئے ملتا ھے تو کیا یہ روپۂ مسلمانوں کیلئے درست ہے کہ نہیں برائے کرم جواب عنایت کریں کرم ھوگا۔

محمد گوھر علی شمسی ارریا بھار

وعليكم السلام ورحمة الله بركاته

الجواب بعون الملك الوهاب: صورت مستفسرہ میں فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ گورمنٹ کا پیسہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتا تو اسے مسجد وغیرہ بنانے میں خرچ کرنا جائز ہے بشرطیکہ کسی مصلحت شرعیہ کے خلاف نہ ہو (ایسا ہی فتویٰ رضویہ ششم صفحہ (460) پر ہے / فتاوئ فقیہ ملت دوم 160)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **الجواب الصحیح حضرت عبدالستار رضوی**

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ البرکاۃ

السوال کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں ،کہ جب کوئی مسلمان مرد یا عورت جان بوجھ کرکسی دوا یا کیمیکل کھا کر یا پھندے سے خودکشی کر لے تو ایک عالم کو اس شخص کی نماز جنازہ پڑھنا اور اس کے لیے قرآن خوانی کرنا چاہیئے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت کریں شکریہ

سائل جمال علیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوهاب: خودکشی کرنے والا اگر مسلمان ہے تو اسے غسل دیا جائیگا اور اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یہی صحیح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: **من قتل نفسه ولو عمدا يغسل و يصلى عليه به يفتى و ان كان اعظم وزرا من قاتل غيره.** (درمختار جلد 3 ص 108 کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الجنازۃ)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے: **من قتل نفسه عمدا يصلي عليه عند أبي حنيفة و محمد رحمهما الله تعالىٰ وهو الاصح كذا في التبيين.** (فتاوی ہندیہ جلد 1 ص:163 الفصل الخامس فی الصلاۃ علی المیت)

اور فتاوی خانیہ مع الھندیہ میں ہے: **المسلم اذا قتل نفسه في قول أبي حنيفة و محمد رحمهما الله تعالىٰ يغسل و يصلى عليه**۔(فتاوی خانیه جلد 1 ص 185 باب فی غسل المیت وما یتعلق به من الصلاۃ علی الجنازۃ والتکفین وغیر ذالک)۔

اور نور الایضاح میں ہے: **و قاتل نفسه يغسل و يصلى عليه**۔

اور مراقی الفلاح میں ہے کہ وقاتل نفسہ عمدا الاشدۃ وجع (يغسل ويصلى عليه) عند أبي حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالیٰ و ھوالاصح لأنہ مؤمن مذنب۔(مراقی الفلاح ص 300 فصل فی بیان الاحق بالصلاۃ علی الجنازۃ)

اور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصدا خودکشی کی ہو۔(بہار شریعت حصہ 4 ص:827 نماز جنازہ کا بیان/ وھکذا فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد 1 ص 337 کتاب الجنائز)

خودکشی کرنا گناہِ کبیرہ ہے، احادیث میں خودکشی کرنے پر بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔ تاہم خودکشی کرنے والا کافر کی طرح ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، بلکہ دوسرے گناہ گار مومنین کی طرح اپنے گناہ کی سزا پا کر جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا۔اس لیے خودکشی کرنے والے کے لیے ایصالِ ثواب کرنا و دعاے مغفرت کرنا درست وجائز ہے

علامہ شامی خودکش کے نماز جنازہ کے تعلق سے فرماتے ہیں: من قتل نفسه ولو عمدا يغسل ويصلى عليه به يفتي وان كان اعظم وزرا۔

اور نماز جنازہ دعا اور ایصال ثواب ہی ہے اسلئے دعائے مغفرت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی　　　صح الجواب مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

کوئی مومن جنت میں اولاد کا خواہش مند ہوگا تو کیا اسکی یہ خواہش پوری ہوگی؟

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

السوال کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسلۂ ذیل میں جنت میں بچے ہوں گے جنت میں خواہش ہے کہ نہیں مدلل تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ سائل ایم اے اشرفی نوری رضوی واحدی

وعليكم السلام ورحمته الله وبركاته

الجواب بعون الملك الوهاب: جنت میں بچے ہونگے۔

عن أبي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن إذا اشتهى الولد في الجنة كان حمله ووضعه وسنه في ساعة كما يشتهي وقال إسحاق بن ابراهيم في هذا الحديث إذا اشتهى المؤمن في الجنة الولدَ كان في ساعة ولكن لا يشتهي.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بالفرض کوئی مسلمان جنت میں اولاد کا خواہش مند ہوگا تو (اس کی خواہش اس طرح پوری کی جائے گی کہ) بچہ کا حمل قرار پانا، اس کا پیدا ہونا اور اس کا انتہائی عمر (یعنی تیس سال کی عمر) تک پہنچنا سب کچھ ایک ساعت میں عمل پذیر ہوجائے گا۔ حضرت ابواسحاق بن ابراہیم اس آخری روایت کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر کوئی مومن جنت میں اولاد کا خواہش مند ہوگا تو اس کی خواہش ایک ساعت میں پوری تو ہوجائے گی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی خواہش کوئی بھی نہیں کرے گا (سنن الترمذي كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأ دنى أهل الجنة من الكرامة ج ۴ ص ۲۵۴ / مشکاۃ، ج ۲ ص ۳۳۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ. (الطور آیت ۲۰)

اور ہم نے ان کے نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی (حوروں) سے کردئے ہیں۔

دوسری جگہ اللہ کا فرمان ہے: إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ (یسین آیت ۵۵)
جنتی لوگ آج کے دن اپنے شغل میں ہشاش بشاش ہونگے۔
ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ (الزخرف آیت ۷۰)
تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہوجاؤ۔
حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "اگر مسلمان اولاد کی خواہش کرے تو اس کا حمل اور وضع اور پوری عمر (یعنی تیس سال کی)، خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہوجائے گی" (بہار شریعت حصہ اول ص ۱۶۲)
لہٰذا جنت میں (ہمبستری ہوگی یہ نصّ قرآن سے ثابت ہے بچے بھی ہونگے خواہش بھی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم باالصواب

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی صح الجواب مفتی محمد ابراہیم خان امجدی

☆☆☆

قبر کے بغل اگربتی جلانا شرعاً کیسا ہے؟

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

السوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ قبر کے بگل اگربتی جلا سکتے ہیں یا نہیں حوالے کے ساتھ جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں جزاک اللہ خیر

السائل حافظ عبد المنان بوراہی دھانے پور گونڈہ۔

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه

الجواب بعون الملك الوهاب: قبروں پر آگ جلانا بُری فال ہے یعنی اچھی علامت نہیں ہے اور اگر بتیاں جلا کر چلے جانا ایک فُضول کام ہے کہ اس طرح اگربتی ضائع ہوجائے گی نیز مُوم بتی کی بھی حاجت نہ ہو جیسے لائٹیں وغیرہ پہلے سے جَل رہی ہیں اور بلاضرورت مُوم بتی جلائی تو یہ بھی ضائع ہوجائے گی جو کہ اِسراف اور گناہ ہے ہاں پہلے سے مُوم بتی نہ جل رہی ہو تو ایسی جگہ پر کہ جہاں ابھی قبر ہوا ور نہ پہلے کبھی قبر ہوئی ہو وہاں ان مقاصد اور نیتوں کے ساتھ موم بتی جلائی جاسکتی ہے تلاوت کرنے والوں کی آسانی کے لیے گزرنے والے کا پاؤں کسی قبر پر نہ آجائے قبرستان آنے والے موم بتی کی روشنی سے اپنے عزیز کی قبر آسانی سے ڈھونڈ سکیں اندھیرے کو دور کرنے کے لیے! یوں ہی اگربتی اس نیت سے جَلائی کہ وہاں موجود لوگوں کو خوشبو پہنچے۔ (مرقاۃ المفاتیح کتاب الجنائز باب دفن المیت، الفصل الثالث ۴/ ۱۹۶/ تحت

الحدیث ۱۶ ۱۷ماخوذ اُدارالفکر بیروت/ بحوالہ کیا موسیقی روح کی غذا ہے صفحہ 15)

اور مراۃ المناجیح میں ہے: روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت قبر میں تشریف لے گئے تو آپ کے لیئے چراغ جلایا گیا حضور نے میت کو قبلہ کی طرف سے لیا اور فرمایا اللہ تم پر رحم کرے تم بہت زاری کرنے اور تلاوت قرآن کرنے والے تھے۔ ترمذی شرح سنہ نے فرمایا اس کی اسناد ضعیف ہے۔

یعنی رات میں میت کو دفن کیا تو میت کے لیئے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چراغ سے روشنی کی گئی اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ قبر پر آگ لے جانا منع ہے مگر چراغ لے جانا جائز کیونکہ یہ روشنی کے لیے ہے نہ کہ مشرکین سے مشابہت کے لیے، مشرکین میت کے ساتھ آگ لے جاتے ہیں آگ، کی پوجا کرنے یا میت کو جلانے کے لیے لہذا بزرگوں کے مزار کے پاس لوبان یا اگربتی جلانا جائز ہے تا کہ میت کو فرحت ہو اور زائرین کو راحت اسی لیے میت کے کفن کو دھونی دینا سنت ہے جسے فقہاء استجمار کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ضرورت کے وقت قبر پر چراغ جلانا جائز ہے لہذا جن بزرگوں کے مزاروں پر دن رات زائرین کا ہجوم اور تلاوت قرآن کا دور رہتا ہے وہاں ضرور رات کو روشنی کی جائے، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر ہمیشہ سے اور اب نجدیوں کے زمانہ میں اور زیادہ اعلیٰ درجہ کی روشنی ہوتی ہے، خاص گنبد شریف پر بیسیوں قمقمے نصب ہیں۔ جن احادیث میں قبر پر چراغ جلانے سے ممانعت ہے وہاں بلا ضرورت چراغ رکھ آنا مراد ہے کہ اس میں اسراف ہے۔ خیال رہے کہ بزرگوں کا احترام ظاہر کرنے کے لیے بھی روشنی کر سکتے ہیں، جیسے کعبہ معظّمہ کے احترام کے لیے اس پر غلاف رہتا ہے اور دروازۂ کعبہ پر بڑی قیمتی شمع کافوری جلائی جاتی ہے، رمضان میں مسجدوں کا چراغاں بھی یہیں سے لیا گیا۔ (جاءالحق حصہ اول)

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **صح الجواب مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

قبر پر پھول چڑھانا شرعاً کیسا ہے؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

السوال کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام قبر پر پھول چڑھانا کیسا؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی

سائل حافظ عبدالمنان انصاری بوراہی دھانے پور گونڈہ یوپی

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

الجواب بعون الملك الوهاب: مزار شریف یا قبر پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں شرعاً حرج نہیں بلکہ نہایت ہی اچھا طریقہ ہے۔ فائدہ قبروں پر پھول ڈالنا کہ جب تک وہ تر رہے گا تسبیح کریں گے

اس سے میت سے کا دل بہلتا ہے اور رحمت اترتی ہے (فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ قبروں پر پھولوں کا رکھنا اچھا ہے اور دیگر حوالہ جات یہ ہے: فتاویٰ ہندیہ جلد 5 صفحہ 351 / فتاویٰ امام قاضی خاں / فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 105) واللہ اعلم

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی **صح الجواب مفتی محمد ابراہیم خان امجدی**

☆☆☆

کیا حضرت بہلول دانا نے ہارون رشید کو جنّت کا محل بیچا تھا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس سلسلے میں کی حضرت بہلول دانا نے ہارون رشید کو جنّت کا محل بیچا تھا یا نہیں۔ بکر کا کہنا ہے خلیفہ نے سلطنت کے عوض خرید لیا تھا۔ اور زید کہتا ہے نہیں خریدا تھا۔ علماء کرام رہنمائی فرمائیں

سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوھاب: زید کا قول درست ہے حضرت بہلول دانا نے بغیر سلطنت لئے جنت کا پروانہ خلیفہ کو دے دیا تھا واقعہ اسطرح ہے خَلیفہ ہارون رشید کی زَوْجہ زُبَیدہ خاتون ایک نیک اور بُزُرگانِ دِین رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن سے بے حد عَقیدت ومَحَبَّت رکھنے والی خاتون تھیں۔

ایک مرتبہ یہ کنیزوں کے ہمراہ کہیں جا رہی تھیں، دَورانِ سفر ایک وادی میں اِنہوں نے دیکھا کہ سُلطانُ العاشقین حضرت سَیِّدُنا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ پتھر کے ٹکڑوں کو جمع کر کے کچھ بنا رہے ہیں، یہ اپنی سُواری سے اُتریں اور حضرت سَیِّدُنا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی خدمتِ بابَرَکت میں حاضِر ہو کر ادب سے کھڑی ہو گئیں مگر آپ نے اُن کی جانب بالکل بھی تَوَجُّہ نہ فرمائی۔ زُبَیدہ خاتون نے ہِمَّت کر کے پوچھا، حُضور! کیا بنا رہے ہیں؟ فرمایا: جنّت کا مَحل بنا رہا ہوں۔ زُبَیدہ خاتون نے دوبارہ سُوال کیا، کیا جنّت کا یہ مَحل میرے ہاتھ فروخت کریں گے؟ اِرْشاد فرمایا: ضرور فروخت کروں گا! اِس جواب پر زُبَیدہ خاتون کی رُوح جُھوم اُٹھی، اِسی پُراُمید لہجے میں پھر سُوال کیا: کتنی قیمت پر؟ جواب دیا: ایک دِرْہَم پر، جواب سُنتے ہی زُبَیدہ خاتون نے فوراً قیمت پیش کر دی۔ قیمت ادا ہونے کے بعد حضرت سَیِّدُنا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ایک لکڑی اُٹھائی اور ایک گھروندے (مٹّی کے ایک چھوٹے سے گھر) کے گرد لکیر کھینچتے ہوئے فرمایا: "میں نے جنّت کا یہ مَحل ایک دِرْہَم کے بدلے زُبَیدہ خاتون کے ہاتھ بیچ دیا"، یہ سُنتے ہی زُبَیدہ خاتون اِس یَقین کی خُوشی میں سَرشار ہو گئیں کہ جیتے جی جنّت کا پَروانہ مِل گیا، چُنانچہ یہ خوش خَبَری پا کر زُبَیدہ خاتون شاہی مَحل کی

جانِب روانہ ہوگئیں۔ رات کا پچھلا پہر تھا، ابھی آپ نمازِ تہجد و مناجات سے فارغ ہو کر لیٹی ہی تھیں کہ اچانک ہارون رشید آئے اور زُبَیدہ خاتون سے کہنے لگے کہ آج جب میں نمازِ تہجُّد پڑھ کر لیٹا تو میری آنکھ لگ گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک باغ کی سیر کر رہا ہوں، میرے پوچھنے پر کسی نے بتایا کہ یہ "جَنَّتُ الْفِرْدَوْس" ہے۔ میں نے وہاں ایک بُلند دروازے پر سبز رنگ میں زُبَیدہ خاتون لکھا ہُوا دیکھا، میں اِس اُمید پر اُس محل میں داخل ہو گیا کہ شاید میرا نام بھی لکھا ہو، میں میلوں دُور نکل گیا مگر میں نے ہر جگہ آپ کا نام ہی لکھا پایا۔

ہارون رشید نے زُبَیدہ خاتون سے اِس کے مُتعلّق دریافت کیا تو زُبَیدہ خاتون نے اُنہیں گُزَشتہ شام پیش آنے والا واقِعہ سُنایا۔ ہارون رشید نے کہا: مجھے بھی حضرت سَیِّدُ نا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس لے چلو، چُنانچہ زُبَیدہ خاتون اُنہیں بھی حضرت سَیِّدُ نا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں لے گئیں۔* حضرت سَیِّدُ نا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ پہلے کی طرح اب بھی ایک وِیرانے میں مٹّی کے گھر بنانے میں مشغول تھے۔ ہارون رشید حضرت سَیِّدُ نا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں حاضِر ہوئے، ادب سے سلام کیا

اور حضرت سَیِّدُ نا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے جنّتی محل کی قیمت پُوچھی، حضرت سَیِّدُ نا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اِس کی قیمت (Price) تیری پُوری سَلْطَنَت ہے، ہارون رشید نے حَیرت سے عَرض کی: حُضور! جنّتی محل کی قیمت اچانک اِتنی زِیادہ کیسے ہوگئی حالانکہ میری زَوجہ کو تو آپ نے ایک دِرْہم میں ہی فروخت فرمادیا تھا؟ حضرت سَیِّدُ نا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے غَیبی خبَر دیتے ہوئے فرمایا: زُبَیدہ خاتون جنّت دیکھ کر نہیں آئی تھی جبکہ تم تو جنّت کا نَظارہ کرکے آرہے ہو۔ یہ سُن کر ہارون رشید کی آنکھیں اَشک بار ہوگئیں، عَرض کی: حُضور! سَلْطَنَت دے کر قیمت چُکانے کے لئے تیّار ہوں! بس جنّت کا پَروانہ عطا کر دیجئے! حضرت سَیِّدُ نا بہلول دانا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں تیری سَلْطَنَت کا کِیا کروں گا، سَلْطَنَت کے لئے تو میری ٹھوکروں میں بھی جگہ نہیں، جا اپنی سَلْطَنَت بھی لے جا اور جنّت کا پَروانہ بھی رکھ لے۔ (زلف و زنجیر، مع لالہ زار ص270)۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسماعیل خان امجدی

صح الجواب مفتی مشاہد رضا حشمتی

الجواب صحیح مفتی کریم اللہ رضوی

☆☆☆

کیا ساڑی پہننا جائز ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا ساڑی پہننا جائز ہے؟ اگر مکمل پردہ پوشی کے ساتھ پہنی جائے سر کے حجاب سمیت؟ مدلل جواب عنایت فرما کر کرم کریں
سائل محمد حنیف اختر بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملك الوھاب: جو صورت آپ نے سوال میں تحریر کی ہے اگر واقعی ایسا ہے تو ساڑی پہننا جائز ہے ساڑی پہننے کی صورت میں اگر اچھی طرح سے ستر پوشی ہو تو ساڑی پہننے میں فی نفسہ کوئی قباحت نہیں ہے البتہ مشابہت کفار کی وجہ سے بعض علاقوں میں ممانعت ہے۔

جن علاقوں میں ساڑی پہننا خاص غیر مسلم عورتوں کا شعار ہو کہ ساڑی پہنے ہوئی عورت کو دیکھ کر فوراً گمان ہو کہ یہ غیر مسلم ہے ان علاقوں میں مسلمان عورتوں کو ساڑی پہننا جائز نہیں ہے

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لہنگا خاص کر ہندوؤں کی عورتیں پہنتی ہیں اور ساڑیاں بھی اس ملک میں صرف ہندو عورتیں باندھتی ہیں اور ہندو و مسلمان عورتوں میں اسی لباس کا فرق ہے کہ پاجامہ پہنے ہو تو معلوم ہوگا کہ مسلمان ہے اور لہنگا ساڑی، باندھے ہو تو ہندو سمجھتے ہیں لہٰذا مسلمان عورتوں کو ہرگز کفار کے یہ لباس پہننے نہ چاہئے کہ حدیث میں فرمایا: من تشبہ بقوم فھو منھم

اور کفار کے لباس پہنے ہوئے دیکھ کر یہی گمان ہوگا کہ یہ کافرہ ہے یہاں تو کفار کے ساتھ کھلی ہوئی مشابہت ہے

حدیث شریف میں تو اس پر لعنت فرمائی کہ عورت مرد کے یا مرد عورت کے سے لباس پہنے

لعن اللہ المتشبھین بالنساء و المترجلات من النساء

اسی بناء پر ام المؤمنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کو ایڑی بٹھا کر جوتی پہننے کا حکم دیا کہ چڑھویں کے جوتے میں مردوں کی مشابہت ہے تو جب اتنی خفیف مشابہت سے ممانعت آئی تو ایسی کھلی مشابہت وہ بھی کفار کے ساتھ کیونکر جائز ہوگی

پھر حاشیہ میں ہے: بہت سے علاقوں میں مسلم عورتیں ساڑیاں نہیں پہنتیں شلوار و قمیص پہنتی ہیں جیسے کہ یوپی کے اکثر اضلاع میں یہاں لہنگا اور ساڑیاں غیر مسلم عورتیں پہنتی ہیں لیکن ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں ساڑیاں اور لہنگا مسلم عورتوں کا بھی لباس ہے جیسے بہار بنگال

کرناٹک تامل ناڈو وغیرہ کے عام شہروں، دیہاتوں میں یہ لباس مسلم اور غیر مسلم عورتوں میں مشترک ہے یہاں محض ساڑی پہننے کی وجہ سے کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ یہ غیر مسلم عورت ہے اور نہ ہی اسے کوئی لباس کفار خیال کرتا اور حکم ممانعت کی علت غیر مسلم کے شعار خاص سے تشبہ پر ہے لہٰذا جہاں ساڑیاں صرف ہندو کا لباس مانی جاتی ہیں مسلم عورتوں کو پہننا مکروہ وممنوع وگناہ ہوگا لیکن جن علاقوں میں یہ مسلمان کا بھی لباس ہے وہاں پہننا ممنوع نہ ہوگا جائز ہوگا اور من تشبہ بقوم کے زمرے میں داخل نہ ہوگا کہ تشبیہ ممنوع کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ بدمذہب یا کافر کا شعار خاص ہو مسلم اور غیر مسلم میں مشترک نہ ہو (فتاویٰ امجدیہ ج ٤ ص ١٤٤ تا ١٤٦)

فقیہ ملت مفتی محمد جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:
ساڑی اگر اس طرح پہنی جائے کہ بے پردگی نہ ہو تو جائز اور بے پردگی ہو تو ناجائز اور نیچے کی جانب کھلے رہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اس لئے کہ شریعت مطہرہ نے ساڑی اور تہبند پہن کر نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ تہبند ہی استعمال فرماتے رہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول ج ٢ ص ٦٠١) واللہ اعلم

محمد اسماعیل خان امجدی ۔ الجواب صحیح فقیر مشاہد رضا حشمتی

☆☆☆